

نماز وتر

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

وتر کا معنی طاق ہے، وتر اللہ وحدہ لا شریک کا محبوب عمل ہے، دیگر بہت سے اعمال میں بھی طاق عدد کو پسند کیا گیا ہے، جیسے پانچ نمازیں، وضو کے اعضا کو زیادہ سے زیادہ تین بار دھونا، طواف کعبہ کے سات چکر، صفا و مروہ کی سعی میں سات چکر، جمرات کو سات کنکریاں مارنا، تین ایام تشریق اور استنجا میں کم از کم تین پتھروں کا استعمال وغیرہ۔ شریعت نے ”وتر“ کے نام سے مستقل ”نماز“ مشروع قرار دی ہے۔ وتر ایک، تین، پانچ، سات اور نو تک مسنون ہیں۔ نبی ﷺ سفر و حضر میں وتر کا اہتمام فرماتے، اس سے وتر کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ وتر کے احکام و مسائل ملاحظہ ہوں:

وتر سنت ہے :

✽ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِفَرِيضَةٍ .
”اہل علم کا اجماع ہے کہ وتر فرض نہیں ہے۔“

(مَعَالِمُ السُّنَنِ: 1/286)

✽ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

الْقَوْلُ بِأَنَّ الْوِتْرَ سُنَّةٌ لَيْسَ بِوَاجِبٍ يَكَادُ أَنْ يَكُونَ إِجْمَاعًا
لِشُدُودِ الْخِلَافِ فِيهِ .

”وتر سنت ہے، واجب نہیں، اس پر تقریباً اجماع ہے، کیونکہ اس بارے

میں اختلاف شاذ ہے۔“

(الاستذکار: 114/2)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

الْوِتْرُ عِنْدَنَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ غَيْرُ وَاجِبَةٍ وَهُوَ قَوْلُ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ
وَالسَّلَفِ .

”ہمارے مطابق نماز وتر سنت مؤکدہ ہے، واجب نہیں۔..... تمام علما اور
سلف کا بھی یہی مذہب ہے۔“

(إكمال المعلم: 91/3)

❁ علامہ کاسانی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ عَامَّةُ الْفُقَهَاءِ : إِنَّ الْوِتْرَ سُنَّةٌ لِمَا أَنَّ كِتَابَ اللَّهِ، وَالسُّنَنَ
الْمُتَوَاتِرَةَ وَالْمَشْهُورَةَ مَا أُوجِبَتْ زِيَادَةٌ عَلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ .
”تمام فقہانے کہا ہے کہ وتر سنت ہے، کیونکہ قرآن کریم اور مشہور ومتواتر
سنت نے پانچ سے زائد نمازیں فرض نہیں کیں۔“

(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: 91/1)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

الْوِتْرُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ، وَمَنْ أَصَرَ عَلَى تَرْكِهِ فَإِنَّهُ
تَرَدُّ شَهَادَتُهُ .

”مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ وتر سنت مؤکدہ ہے۔ جو اس کے ترک پر اصرار
کرے، اس کی گواہی قبول نہیں۔“

(مجموع الفتاوى: 88/23)

① سیدنا علیؑ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ كَالصَّلَاةِ، وَلَكِنَّهُ سُنَّةٌ، فَلَا تَدْعُوهُ.
”وتر فرض نہیں، بلکہ سنت ہے، البتہ آپ اسے چھوڑیے گا نہیں۔“

(مسند الإمام أحمد: 107/1، سنن الدارمی: 1620، واللفظ له، وسنده حسن)

حافظ بوصیریؒ نے اس کی سند ”صحیح“ قرار دی ہے۔

(اتحاف الخيرة المهرة: 1732)

② عبد الرحمن بن ابوعمرہؒ نے سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے وتر کی

بابت سوال کیا، تو فرمایا:

أَمْرٌ حَسَنٌ، عَمِلَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ
مِنْ بَعْدِهِ، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ.

”وتر اچھا عمل ہے، اسے نبی اکرم ﷺ نے ادا کیا، مسلمانوں نے بھی ادا کیا
ہے، تاہم واجب نہیں۔“

(المستدرک للحاکم: 300/1، وسنده حسن)

امام ابن خزیمہؒ (1068) نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ امام حاکمؒ (300/1)

نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا اور حافظ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔

③ عبد اللہ بن صناحی / ابوعبد اللہ صناحیؒ بیان کرتے ہیں:

زَعَمَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ:
كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقُولُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى، مَنْ أَحْسَنَ
وُضُوءَهُنَّ، وَصَلَّاهُنَّ لَوْ قَتِلَ، وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ،

كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ، فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ.

”ابو محمد نے کہا کہ وتر واجب ہے۔ اس پر سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو محمد کو غلطی لگی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا، انہیں بروقت ادا کیا، رکوع وسجود اطمینان سے کیے، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے معاف فرمائے گا اور ایسا نہ کرنے والے کے لئے کوئی وعدہ نہیں، چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے۔“

(مسند الإمام أحمد: 317/5، سنن أبي داود: 425، وسنده صحيح)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ حَسَنٌ جَيِّدٌ.

”اس کی سند حسن اور جید ہے۔“

(جامع المسانيد والسنن: 559/4، ح: 5763)

⑤ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجد کی طرف سے ایک پراگندہ بال شخص آیا، ہمیں آواز کی گونج تو سنائی دیتی تھی مگر سمجھ نہ پائے کہ اس نے کہا کیا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا اور اسلام کے بارے میں سوال کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس نے کہا: ان کے علاوہ بھی کوئی نماز فرض ہے؟ فرمایا:

لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ.

”نہیں! البتہ نفل پڑھے جاسکتے ہیں۔“

(صحیح البخاری: 46، صحیح مسلم: 11)

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَعْلَمَ النَّبِيُّ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَا زَادَ مِنْ
الصَّلَاةِ عَلَى الْخَمْسِ فَهُوَ تَطَوُّعٌ.

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بتا رہے ہیں کہ پانچ سے زائد جو نماز ہے، وہ نفل ہے۔“

(صحیح ابن خزیمہ: 136/2)

⑤ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قَبْلَ أَيِّ
وَجْهِ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ.

”سواری کا رخ جدھر بھی ہوتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نفل ادا کر لیتے تھے،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر وتر تو پڑھ لیتے تھے، فرض نہیں۔“

(صحیح البخاری: 1098، صحیح مسلم: 39/700)

امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

يَذُلُّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ الْوِتْرَ تَطَوُّعٌ، خِلَافَ قَوْلِ مَنْ شَذَّ عَنْ أَهْلِ
الْعِلْمِ وَخَالَفَ السُّنَّةَ، فَزَعَمَ أَنَّ الْوِتْرَ فَرَضٌ.

”اس کی حدیث کے مطابق وتر نفل ہیں، وتر کو فرض وہی کہتا ہے، جس نے

سنت کی مخالفت کرنی ہے اور اہل علم سے جدا رستہ اختیار کرنا ہے۔“

(الأوسط: 247/5)

⑥ مسلم مولیٰ عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا:

أَرَأَيْتَ الْوِتْرَ أَسَنَّةٌ هُوَ؟ قَالَ: مَا سُنَّةٌ؟ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ، قَالَ: لَا، أَسَنَّةٌ هُوَ؟ قَالَ: مَهْ، أَوْ تَعْقِلُ؟ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ.

”آپ وتر کو سنت سمجھتے ہیں؟ کہا: سنت کا مطلب؟ نبی ﷺ نے پڑھے اور مسلمان پڑھتے ہیں۔ کہنے لگے: میں آپ سے یہ نہیں پوچھ رہا، بلکہ یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا وتر سنت ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عقل کام کرتی ہے؟ کہہ تو رہا ہوں کہ نبی کریم ﷺ پڑھتے تھے اور مسلمان پڑھتے ہیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 295/2، 236/14، مسند الإمام أحمد: 29/2، وسنده صحيح)

ایک علمی مزاح :

عبدالوارث بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ، أَوْ سُئِلَ أَبُو حَنِيفَةَ، عَنِ الْوِتْرِ؟ فَقَالَ: فَرِيضَةٌ، فَقُلْتُ، أَوْ فَقِيلَ لَهُ: فَكَمْ الْفَرَضُ؟ قَالَ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ، فَقِيلَ لَهُ: فَمَا تَقُولُ فِي الْوِتْرِ؟ قَالَ: فَرِيضَةٌ، فَقُلْتُ، أَوْ فَقِيلَ لَهُ: أَنْتَ لَا تُحَسِّنُ الْحِسَابَ.

”امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں سوال ہوا، تو کہنے لگے: فرض ہے۔ پوچھا گیا: فرض نمازیں کتنی ہیں؟ جواب دیا: پانچ۔ وتر کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کہا: فرض۔ تب سائل نے کہا: آپ تو حساب بھی نہیں جانتے۔“

(صحیح ابن خزيمة: 135/2 - 136، وسنده صحيح)

④ امام شعبی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا، وتر بھولنے والا کیا کرے؟ فرمایا:

لَا يَضُرُّهُ، كَأَنَّمَا هُوَ فَرِيضَةٌ.

”کوئی بات نہیں، آپ تو اسے فرض سمجھے بیٹھے ہیں؟“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 296/2، وسنده صحيح)

✽ ابو الفضل صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتْرُكُ الْوِتْرَ مُتَعَمِّدًا مَا عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ قَالَ أَبِي : هَذَا رَجُلٌ سُوءٌ هُوَ سُنَّةٌ سَنَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ .

”میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا: جو شخص جان بوجھ کر وتر نہیں پڑھتا، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ابا جان کہنے لگے: برا آدمی ہے، وتر تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی سنت ہے۔“

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح، نص 159)

وجوب وتر کے قائلین کے دلائل کا جائزہ :

① سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ؛ فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ، فَلَيْسَ مِنَّا، الْوِتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ، فَلَيْسَ مِنَّا .

”تین بار فرمایا، وتر حق ہے، جو وتر نہیں پڑھتا، وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔“

(مسند أحمد: 357/5، سنن أبي داود: 1419، المستدرک للحاکم: 305/1)

تاریخ بغداد (5/175) میں الْوِتْرُ وَاجِبٌ کے الفاظ ہیں۔

سند ”ضعیف“ ہے، عبید اللہ بن عبد اللہ ابو منیب عتکی (حسن الحدیث) کی عبد اللہ

بن بریدہ سے بیان کردہ روایات منکر ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أَنْكَرَ حَدِيثُ حُسَيْنِ بْنِ وَقْدٍ وَأَبِي الْمُنِيبِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ.
”حسین بن واقد اور ابو منیب کی روایت عبد اللہ بن بریدہ سے حد درجہ منکر

ہوتی ہے۔“ (العلل ومعرفة الرجال: 497)

یہ بھی انہی منکر روایات سے ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَهُ مَنَاقِبُ. ”اس نے بہت سی منکر روایات بیان کر رکھی ہیں۔“

(التاریخ الكبير: 388/5)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کو ان کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔

(الکامل في ضعفاء الرجال: 537/5)

حاصل یہ ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ ابو منیب کی جس روایت کو محدثین منکر قرار دیں گے، وہ ”ضعیف“ ہوگی۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ. ”یہ روایت ثابت نہیں۔“

(العلل المتناہية في الأحاديث الواهية: 765)

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے وجوب وتر ثابت نہیں ہوتا۔

حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ عِنْدَ عَامَّتِهِمُ التَّحْرِيطُ عَلَيْهِ، وَالتَّرْغِيبُ فِيهِ، وَقَوْلُهُ:
فَلَيْسَ مِنَّا مَعْنَاهُ: مَنْ لَمْ يُؤْتِرْ رَغْبَةً عَنِ السُّنَّةِ، فَلَيْسَ مِنَّا، وَلَمْ
يُرِدْ بِهِ أَنَّهُ وَاجِبٌ.

”اکثر محدثین کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دلانے اور وتر پر ابھارنے کے لئے کہا گیا، ہمارے طریقے پر نہیں، سے مراد ہے کہ جو وتر سے بے رغبتی کرتے ہوئے ایسا کرے گا، وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ وجوب مراد نہیں۔“

(شرح السنّة: 103/4)

② سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْوُتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ، فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، فَلْيُوتِرْ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُوتِرَ بِوَاحِدَةٍ، فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ.

”وتر حق اور ثابت ہے، جو چاہے تین پڑھے اور جو چاہے ایک پڑھے۔“

(سنن الدارقطني: 22/2)

سند ”ضعیف“ ہے، سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ اور زہری رضی اللہ عنہ دونوں مدلس ہیں، سماع کی تصریح ثابت نہیں۔

دوسرے یہ کہ وجوب وتر کے قائلین کو یہ روایت مفید نہیں، اس میں ایک وتر کا بھی ذکر ہے، جس کے وہ قائل نہیں۔ نیز ”واجب“ ثابت کے معنی میں ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْوُتْرُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

”وتر ہر مسلمان پر واجب ہے۔“

(مسند البزار: 1637، نصب الرأیة للزیلعی الحنفی: 113/2)

سند سخت ”ضعیف“ ہے:

① جابر بن یزید رضی اللہ عنہ جعفی ”ضعیف و متروک“ ہے۔

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ صَاحِبُ التَّنْقِيحِ: ضَعْفُهُ الْجُمْهُورُ.

”صاحب تنقیح (1/187) کے مطابق جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(نصب الرأية: 87/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعْفُهُ الْجُمْهُورُ. ”جمہور نے ضعیف کہا ہے۔“ (طَبَقَاتُ الْمَدْلَسِينَ: 53)

② ابراہیم نخعی ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

④ سیدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ، وَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ،

وَهِيَ الْوُتْرُ، فَجَعَلَهَا لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ.

”اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعمال میں ایک اور نماز کا اضافہ کیا ہے، جو آپ

کے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت عشا اور

طلوع فجر کے درمیان ہے۔“

(سنن أبي داود: 1418، سنن الترمذي: 455، سنن ابن ماجه: 1168)

سند انقطاع کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے، عبد اللہ بن ابو مرہ زونی کا سیدنا خارجہ بن

حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ لِإِسْنَادِهِ سَمَاعٌ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ.

”سند کے راویوں کا ایک دوسرے سے سماع نہیں۔“

(التاريخ الكبير: 203/3)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادٌ مُنْقَطِعٌ، وَمَتْنٌ بَاطِلٌ.

”سند منقطع اور متن جھوٹا ہے۔“ (الثِّقَات: 45/5)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ. ”یہ روایت ثابت نہیں۔“ (میزان الاعتدال: 501/2)

⑥ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا.

”جو وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں۔“

(مسند الإمام أحمد: 443/2، مصنف ابن أبي شيبة: 6861)

سند ضعیف ہے۔

① خلیل بن مرہ ضعی ”ضعیف“ ہے۔

② معاویہ بن قرہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

⑦ عبدالرحمن بن رافع تنوخی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَدِمَ الشَّامَ وَأَهْلُ الشَّامِ لَا يُوتِرُونَ، فَقَالَ

لِمُعَاوِيَةَ: مَا لِي أَرَى أَهْلَ الشَّامِ لَا يُوتِرُونَ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ:

وَوَاجِبُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: زَادَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةً وَهِيَ الْوِتْرُ،

وَفَتْهَا مَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ.

”سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام آئے، تو انہیں معلوم ہوا کہ شامی وتر نہیں

پڑھتے، انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اہل شام وتر نہیں پڑھتے؟

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا وتر واجب ہے؟ کہا: جی ہاں! میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ میرے رب نے مجھ پر ایک نماز کا اضافہ فرمایا ہے، وہ نماز وتر ہے، اس کا وقت عشا اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔“

(زوائد مسند الإمام أحمد: 242/5)

سند سخت ”ضعیف“ ہے:

① عبید اللہ بن زحر ”ضعیف“ ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن مدینی، امام یعقوب بن سفیان فسوی، امام دارقطنی، امام ابو حاتم، امام عجل، امام ابن حبان، امام ابن عدی رحمہم اللہ اور جمہور نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام بخاری، امام ابوزر عہ رازی اور امام نسائی رحمہم اللہ کی تعدیل جمہور کے مقابلہ میں مرجوح ہے۔

② عبدالرحمن بن رافع تنوخی بھی ”ضعیف“ ہے۔

③ عبدالرحمن بن رافع تنوخی نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذًا.

”اس نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔“ (تنقیح التحقيق: 213/1)

⑧ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَا أَحَبُّ إِلَيَّ تَرَكَتُ الْوُتْرَ، وَلَوْ أَنَّ لِي حُمْرَ النَّعَمِ.

”میں وتر چھوڑنا پسند نہیں کرتا، اگرچہ مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 296/2)

سند ”ضعیف“ ہے۔

① سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

② مخبر مجہول ہے۔

③ وجوب وتر پر دلالت نہیں کرتا۔

⑨ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

هُوَ وَاجِبٌ، وَلَمْ يُكْتَبْ .

”وتر واجب ہے، مگر فرض نہیں۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 296/2)

سند ”ضعیف“ ہے، سفیان بن عیینہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

⑩ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

الْوُتْرُ وَاجِبٌ، يُعَادُ إِلَيْهِ إِذَا نُسِيَ .

”وتر واجب ہے، بھول جائے، تو اعادہ کیا جائے گا۔“

(مصنّف عبد الرزّاق: 8/3)

سند ”ضعیف“ ہے، عبد الرزاق اور ابن جریج کا عنعنہ ہے۔

⑪ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے:

إِنَّهُ كَانَ يُوجِبُ الْوُتْرَ، وَيَقُولُ: مَنْ فَاتَهُ الْوُتْرُ حَتَّى يُصْبِحَ، فَلْيُوتِرْ حِينَ يَذْكُرُ .

”آپ رحمۃ اللہ علیہ وتر کو واجب قرار دیتے تھے اور فرماتے: اگر وتر رہ جائے اور

صبح ہو جائے، تو جب یاد آئے ادا کر لیں۔“

(مصنّف عبد الرزّاق: 8/3، ح: 4585)

سند ضعیف ہے۔ عبد الرزاق مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

وتر کا وجوب اور اجماع امت :

امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ قَوْلُ عَوَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ غَيْرِ النُّعْمَانِ، فَإِنَّهُ خَالَفَهُمْ، وَزَعَمَ أَنَّ
الْوِتْرَ فَرَضٌ، وَهَذَا الْقَوْلُ مَعَ مُخَالَفَتِهِ لِلْأَخْبَارِ الثَّابِتَةِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافٌ مَا عَلَيْهِ عَوَامُ أَهْلِ الْعِلْمِ
عَالِمِهِمْ وَجَاهِلِهِمْ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا سَبَقَهُ إِلَى مَا قَالَ، وَخَالَفَهُ
أَصْحَابُهُ، فَقَالُوا كَقَوْلِ سَائِرِ النَّاسِ .

”اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے، صرف نعمان بن ثابت نے ان کی مخالفت
کی ہے اور وتر کو واجب کہا ہے۔ نعمان کی یہ بات احادیث صحیحہ کے خلاف
تو ہے ہی، تمام مسلمان علما حتیٰ کہ جہلا کے بھی مخالف ہے۔ ہمارے علم کے
مطابق ان سے پہلے کسی نے وتر کو واجب نہیں کہا، اس معاملے میں ان کے
شاگردوں نے بھی ان کی مخالفت کی ہے اور عام اہل علم کی موافقت۔“

(الأوسط: 92/8، ح: 2544)

نماز وتر کا وقت :

وتر کا وقت عشاء سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔ یہ مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے۔
رات کے آخری حصے میں ادائیگی افضل ہے۔ اگر خدشہ ہو کہ آخری پہر میں آنکھ نہیں کھلے
گی، تو عشاء کے ساتھ ہی پڑھے جاسکتے ہیں۔

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ وَقْتَهَا الْمُتَّفَقَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ، وَهَذَا قَوْلُ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ .

”نماز وتر کے جس وقت پر اتفاق ہے، وہ طلوع فجر تک کا وقت ہے، تمام اہل علم اسی کے قائل ہے۔“

(إكمال المعلم: 101/3)

① سیدنا ابوبصرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ زَادَكُمْ صَلَاةً فَحَافِظُوا عَلَيْهَا، وَجَعَلَ وَقْتُهَا
 فِيمَا بَيْنَ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ، وَهِيَ الْوُتْرُ.
 ”اللہ نے آپ کو فرض سے زائد ایک نماز عطا فرمائی ہے، اس پر پابندی
 کریں۔ اس کا وقت عشا سے فجر تک مقرر کیا ہے، وہ نماز وتر ہے۔“

(مسند الإمام أحمد: 7/6، المعجم الكبير للطبراني: 279/2، ح: 2168، وسنده صحيح، وله طرق كثيرة)

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا.
 ”وتر کورات کی آخری نماز بنائیں۔“

(صحيح البخاري: 998، صحيح مسلم: 749)

معلوم ہوا کہ وتر عشا سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں اور رات کے آخری حصے میں ادا کرنا افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اکثر اور اغلب عمل یہی ہے۔

③ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
 أَوْتَرُوا قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا.

”وتر صبح سے پہلے ادا کریں۔“ (صحيح مسلم: 754)

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوُتْرِ .

”وتر صبح سے پہلے پڑھ لیا کریں۔“ (صحیح مسلم: 750)

⑤ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَقُومَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ، فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ .

”جسے ڈر ہو کہ رات کے آخری حصے میں جاگ نہیں سکے گا، وہ وتر اول حصے میں پڑھ لے اور جو رات کے آخری حصے میں قیام پر حریص ہو، وہ آخری حصے میں وتر پڑھے، کیونکہ نیم شب کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، یہ افضل نماز ہے۔“ (صحیح مسلم: 755)

⑥ مسروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا

رسول اللہ ﷺ کا وتر کیا تھا؟ فرمایا:

مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، وَأَوْسَطِهِ، وَآخِرِهِ، فَانْتَهَى وَتَرَهُ إِلَى السَّحَرِ .

”رات کے ہر حصے میں آپ ﷺ نے وتر ادا کئے ہیں، شروع میں بھی، درمیان میں بھی اور آخر میں بھی، آپ ﷺ کا وتر سحری تک پہنچ چکا تھا۔“

(صحیح البخاری: 996، صحیح مسلم: 745)

⑦ یہی روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الأوسط لابن المنذر: 2610، وسندہ حسن)

اسے امام ابن خزمیمہ رضی اللہ عنہ (1080) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

⑧ سیدنا علیؑ بیان کرتے ہیں:

إِذَا سَمِعْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثًا، فَظَنُّوا
بِرَسُولِ اللَّهِ أَهْنَاهُ وَأَهْدَاهُ وَأَتَقَاهُ، قَالَ: وَخَرَجَ عَلَيْنَا حِينَ ثَوَّبَ
الْمُثَوِّبُ لِبَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ: أَيُّنَ السَّائِلُ عَنْ صَلَاةِ الْوُتْرِ؟
هَذَا حِينَ وَتَرٍ حَسَنٌ.

”جب آپ نبی کریم ﷺ سے کوئی نیا حکم سنو، تو یقین رکھو کہ اس کے اتباع
میں نبی کریم ﷺ فائق ہیں، اس کا طریقہ آپ ﷺ بہتر جانتے ہیں اور
اس معاملے میں اللہ کا خوف آپ ﷺ میں زیادہ ہے۔ مؤذن نے صبح کی
اذان کہی، تو نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، پوچھا: وتر کے
بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ یہ وتر کا افضل وقت ہے۔“

(مسند علی بن الجعد: 121، وسندہ صحیح)

⑨ ابو جہلؓ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُوتِرُ عِنْدَ الْقَامَةِ.

”سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اقامت کے وقت وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: 286/2، وسندہ صحیح)

مطلب یہ کہ جب وتر رات کو فوت ہو جاتے، تو فجر سے پہلے ادا کر لیتے۔

⑩ عبداللہ بن عونؓ کہتے ہیں کہ میں نے عامر شعیؓ سے کہا: وتر

کا پسندیدہ وقت کون سا ہے؟ فرمایا:

إِذَا نَعَبَ الْمُؤَذِّنُونَ.

”جب مؤذن اذان کہنے لگیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 287/2، وسندّه صحيح)

وتر اذان سے تھوڑا پہلے ہی پڑھ لیں، جو نہی وتر ختم ہو، اذان شروع ہو جائے۔
طلوع فجر سے پہلے نماز وتر ادا نہ کر سکے، تو؟

① سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَامَ عَنْ وَتْرِهِ أَوْ نَسِيَهُ، فَلْيُصَلِّهِ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهُ.

”وتر کے وقت آنکھ نہ کھلے یا وتر پڑھنا بھول جائیں، تو صبح یا جس وقت یاد آئے وتر ادا کر لیں۔“

(سنن أبي داود: 1431، سنن الدار قطنی: 21/2، ح: 1621، المستدرک للحاکم:

302/1، السنن الکبریٰ للبیہقی: 480/2، وسندّه صحيح)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (302/1) نے ”بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام: 1905)

② سیدنا اغرب بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ

اللَّهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوتِرْ، فَقَالَ: «إِنَّمَا الْوُتْرُ بِاللَّيْلِ»، قَالَ:

يَا نَبِيَّ اللَّهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوتِرْ، قَالَ: «فَأُوتِرْ».

”ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے نبی! صبح ہو گئی، لیکن

میں وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا: وتر تو رات کو ادا ہوتا ہے۔ دوبارہ عرض کیا:

اللہ کے نبی! صبح ہو گئی، لیکن وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا: ابھی پڑھ لیں۔“

(المعجم الكبير للطبراني: 302/1، ح: 891، وسندہ حسن)

③ وبراہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، صبح تک وتر ادا نہ کر پائے تو؟ فرمایا:

أَرَأَيْتَ لَوْ نِمْتَ عَنِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، أَلَيْسَ كُنْتَ تَصَلِّي؟ كَأَنَّهُ يَقُولُ: يُوتِرُ.

”کیا خیال ہے کہ اگر آپ سورج طلوع ہونے تک سوئے رہیں اور فجر ادا نہ کر سکیں، کیا پھر نماز نہیں پڑھیں گے؟ مطلب یہ تھا کہ طلوع فجر کے بعد وتر پڑھ سکتے ہیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 290/2، وسندہ صحیح)

④ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اذان فجر کے بعد وتر پڑھنے کے قائل تھے۔

(مصنف ابن أبي شيبة: 6764، وسندہ صحیح)

⑤ عبد اللہ بن عون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آدمی سو جاتا ہے اور صبح کے وقت اٹھتا ہے، صبح کے بعد وہ ایک رکعت وتر پڑھتا ہے، فرمایا:

لَا أَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا. ”میرے خیال میں کوئی حرج نہیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 290/2، وسندہ صحیح)

⑥ امام شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ سے

پوچھا، ایک شخص سورج طلوع ہونے تک وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا:

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُوتِرَ. ”بہتر ہے کہ وتر پڑھ لے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 291/2، وسندہ صحیح)

⑦ عبد الرحمن بن قاسم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَوْتَرَ أَبِي، وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ.

”والد گرامی نے طلوع فجر کے بعد وتر پڑھا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 290/2، وسندّه صحيح)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَلَمْ يُوتِرْ فَلَا يُتَرَكُ لَهُ.

”جس نے صبح تک وتر نہ پڑھے، اس کے وتر نہیں۔“

(صحيح ابن حبان: 2408)

سند قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

ایک رات میں دو بار وتر پڑھنا جائز نہیں:

قیس بن طلق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ

ہمارے پاس آئے۔ افطاری ہماری ہاں کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر

پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے، تو ایک آدمی کو آگے کر

کے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیے، میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

لَا وَتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ.

”ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔“

(سنن أبي داود: 1439، سنن النسائي: 1680، سنن الترمذي: 470، وسندّه حسنٌ، وأخرجه أحمد: 23/4، وسندّه حسنٌ أيضاً)

اس حدیث کو امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے ”حسن“، امام ابن خزیمہ رضی اللہ عنہ (1101) اور امام

ابن حبان رضی اللہ عنہ (2449) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کو ”حسن“ قرار دیا ہے۔

(فتح الباری: 481/2)

اول رات وتر ادا کر کے سونے والا آنکھ کھلنے پر نوافل ادا کر سکتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت:

پہلی یہ کہ ایک رکعت پڑھ کر وتر جفت بنا دے، پھر نوافل پڑھنا شروع کر دے، آخر میں وتر پڑھ لے:

① حطان بن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے:

الْوُتْرُ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ، فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، ثُمَّ إِنْ صَلَّى، صَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى يُصْبِحَ، وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ، ثُمَّ إِنْ صَلَّى، صَلَّى رَكْعَةً شَفْعًا لِّوُتْرِهِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، وَمَنْ شَاءَ لَمْ يُوتِرْ، حَتَّى يَكُونَ آخِرَ صَلَاتِهِ.

”وتر تین طرح کا ہے: اول رات میں پڑھ لے، پھر اگر نماز پڑھنا چاہتا ہے، تو صبح تک دو دو رکعت ادا کرتا رہے۔ یا وتر کے بعد ایک رکعت پڑھ کر اسے جفت بنا لے، پھر دو دو رکعتیں پڑھے اور چاہے، تو وتر نماز کے آخر میں پڑھ لے۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 340/1، الکبریٰ للبیہقی: 37/3، وسندہ صحیح)

② نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ، وَالسَّمَاءُ مُغِيْمَةً، فَخَشِيَ

عَبْدُ اللَّهِ الصُّبْحَ، فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ، فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا، فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ.

”میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ مکہ میں تھا، آسمان ابر آلود تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے طلوع صبح کے اندیشے سے ایک وتر پڑھا، مطلع صاف ہو گیا، تو دیکھا کہ رات ابھی باقی ہے۔ انہوں نے ایک رکعت پڑھ کر نماز کو جفت بنا لیا۔ بعد میں دو دو رکعت تہجد پڑھی، صبح کا اندیشہ ہوا، تو ایک وتر پڑھا۔“

(الموطأ للإمام مالک: 125/1، وسندہ صحیح)

③ ابو مجلز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أُسَامَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَنْقُضَانِ الْوُتْرَ.

”سیدنا اسامہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وتر جفت بنا دیتے تھے۔“

(الأوسط لابن المنذر: 197/5، وسندہ صحیح)

④ ابو مجلز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا اسامہ اور سیدنا عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ، ثُمَّ قُمْتَ تُصَلِّي؛ فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ، وَاشْفَعْ بِرَكْعَةٍ، ثُمَّ أَوْتِرْ.

”جب آپ شروع رات میں وتر پڑھ لیں، پھر نماز کے لئے کھڑے ہوں، تو جتنا جی چاہے نماز پڑھ لیں، ایک رکعت پڑھ کر وتر کو جفت کر لیں، پھر آخر میں دوبارہ وتر پڑھ لیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 284/2، وسندہ صحیح)

⑤ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يُوتِرُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَإِذَا قَامَ شَفَعَ.

”آپ شروع رات میں وتر پڑھ لیتے، بیدار ہوتے، تو اسے جفت کر لیتے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 284/2، وسندہ حسن)

⑥ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَمَّا أَنَا؛ فَإِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَقُومَ مِنَ اللَّيْلِ أَوْتَرْتُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ نِمْتُ،

فَإِذَا قُمْتُ، وَصَلْتُ إِلَيْهَا أُخْرَى.

”قیام للیل کا ارادہ ہو، تو میں ایک وتر پڑھ کر سو جاتا ہوں، جب اٹھتا ہوں

تو اس کے ساتھ ایک اور رکعت ملا دیتا ہوں۔“

(الأوسط لابن المنذر: 197/5، وسندہ صحیح)

دوسری صورت :

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک رکعت پڑھ کر وتر جفت نہ کرے، نوافل ادا کرے۔

پہلے پڑھے گئے وتر کافی جانے، دوبارہ نہ پڑھے۔

① ابو جمرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا عائد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے

بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا:

إِذَا أَوْتَرْتُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَلَا تُوتِرُ آخِرَهُ، وَإِذَا أَوْتَرْتُ آخِرَهُ، فَلَا

تُوتِرُ أَوَّلَهُ.

”جب آپ اول رات میں وتر پڑھ لیں، تو آخر رات نہ پڑھیں، آخر رات

پڑھنا چاہیں، تو اول رات میں نہ پڑھیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 284/2، شرح معاني الآثار للطحاوي: 343/1، وسندہ حسن)

② سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَمَّا أَنَا فَأُوتِرُ، فَإِذَا قُمْتُ، صَلَّيْتُ مَثْنِي مَثْنِي، وَتَرَكْتُ وَتَرِي
الْأَوَّلَ كَمَا هُوَ.

”میں وتر پڑھ لیتا ہوں، پھر جب قیام کرتا ہوں، تو دو دو رکعت ادا کرتا ہوں
اور پہلے وتر کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 284/2، وسندہ حسن)

③ مکحول شامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا أُوتِرَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، صَلَّى شَفْعًا شَفْعًا.

”وتر پڑھ لے، پھر نماز کے لئے کھڑا ہو، تو دو دو رکعت کر کے پڑھتا رہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 284/2، وسندہ حسن)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا.

”رات کی آخری نماز وتر بنائیں۔“

(صحیح البخاری: 998، صحیح مسلم: 751)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم استحب پر محمول ہے، کیونکہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وتر کے بعد

دو رکعت پڑھنا ثابت ہے۔ (صحیح مسلم: 738)

سلف کے آثار سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

سفر میں وتر:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قَبْلَ

أَيَّ وَجْهِ تَوَجَّهَ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ .
 ”رسول اکرم ﷺ سواری پر نوافل ادا کر لیتے تھے، اس کا منہ جدھر بھی ہوتا،
 اس پر وتر بھی پڑھ لیتے تھے، فرض سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔“

(صحیح البخاری: 1098، صحیح مسلم: 39/700)

② ابو مجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
 پوچھا، سفر میں وتر کیسے پڑھیں؟ فرمایا:

رَكْعَةً مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ .

”رات کے آخری حصے میں ایک رکعت پڑھیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 301/2، وسندہ صحیح)

③ سعید بن جبیر رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ أَوْتَرَ فِي السَّفَرِ . ”آپ رضی اللہ عنہ نے سفر میں وتر پڑھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 301/2، وسندہ حسن)

ایک رکعت وتر :

نبی کریم ﷺ سے ایک رکعت وتر ثابت ہے:

❁ ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ الشَّافِعِيُّ عَنِ الْوُتْرِ: أَيَجُوزُ أَنْ يُوتِرَ الرَّجُلُ بِوَاحِدَةٍ لَيْسَ
 قَبْلَهَا شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي أَخْتَارُ أَنْ أَصَلِّيَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ،
 ثُمَّ أَوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ، فَقُلْتُ لِلشَّافِعِيِّ: فَمَا الْحُجَّةُ فِي أَنَّ الْوُتْرَ
 يَجُوزُ بِوَاحِدَةٍ؟ فَقَالَ: الْحُجَّةُ فِيهِ السُّنَّةُ وَالْأَثَرُ .

”امام شافعی رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں پوچھا کہ آدمی ایک وتر ایسے

پڑھے کہ اس سے پہلے کوئی نماز نہ ہو، تو کیا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! جائز ہے، لیکن مجھے یہ پسند ہے کہ دس رکعات پڑھ کر پھر ایک وتر پڑھوں۔ میں نے پوچھا: ایک وتر کی دلیل؟ فرمایا: سنت رسول اور آثارِ سلف۔“

(السَّنَن الصَّغِير لِلْبَيْهَقِي: 593، وسنده حسن)

❁ علامہ ابن ابی العزحفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

الْأَحَادِيثُ الْوَارِدَةُ فِي الْإِيتَارِ بِوَاحِدَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَى صِحَّتِهَا فِي الصَّحِيحَيْنِ، وَالسَّنَنِ، وَالْمَسَانِيدِ، لَا مَطْعَنَ فِيهَا، وَكَذَلِكَ الْإِيتَارُ بِخَمْسٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. ”ایک وتر کے بارے میں مروی احادیث کی صحت پر اتفاق ہے، جو بخاری و مسلم، سنن (اربعة) اور مسند کتابوں میں موجود ہیں۔ ان پر کوئی جرح نہیں۔ اسی طرح پانچ وتر پڑھنا بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے۔“

(التَّنْبِيهِ عَلَى مُشْكَلَاتِ الْهَدَايَةِ: 2/650)

وہ احادیث و آثار ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا، اللہ

کے رسول! قیام اللیل کیا ہے؟ فرمایا:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً، تُؤْتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى.

”رات کی نماز دو دو رکعت ہے، صبح کا خدشہ ہو، تو ایک وتر پڑھ لیں، وہ رکعت ساری نماز کو وتر بنا دے گی۔“

(صحیح البخاری: 990، صحیح مسلم: 749)

③ صحیح مسلم (158/749) کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ .

”رات کے آخری حصے میں ایک وتر پڑھ لیں۔“

④ صحیح مسلم (752، 753) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْوُتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ .

”رات کے آخری پہر ایک رکعت وتر ہے۔“

⑤ صحیح مسلم (159/749) کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، فَإِذَا رَأَيْتَ أَنَّ الصُّبْحَ يُدْرِكُكَ، فَأَوْتِرْ

بِوَاحِدَةٍ .

”رات کی نماز دو دو رکعت ہے، جب آپ دیکھیں کہ صبح ہونے کو ہے، تو

ایک وتر پڑھ لیں۔“

ایک وتر ساری نماز کو طاق بنا دے گا، مراد یہ ہے کہ وتر حقیقت میں آخری رکعت

ہے، باقی نماز اسی کی وجہ سے وتر (طاق) ہو جاتی ہے۔

⑥ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى

عَشْرَةَ رَكْعَةٍ، يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى

شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ .

”رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے، ان میں ایک وتر ادا فرماتے۔ فارغ ہو جاتے، تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، مؤذن آتا۔ پھر آپ ﷺ ہلکی سی دو سنتیں ادا فرماتے۔“

(صحیح البخاری: 994، صحیح مسلم: 736، واللفظ لہ)

⑦ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، قَالَ : «مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ الصُّبْحَ، فَبِوَاحِدَةٍ، تُوتِرُ لَكَ قَبْلَهَا» .
”ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے قیام اللیل کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: قیام اللیل دو دو رکعت ہیں، صبح کا خدشہ ہو، تو ایک رکعت پڑھ لیں، وہ پہلی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔“

(حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم: 196/8، وسندہ حسن)

⑧ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، وَالْوُتْرُ بِرَكْعَةٍ .

”رات کی نماز دو دو رکعتیں اور وتر ایک رکعت ہے۔“

(سنن النسائي: 1693، تاریخ بغداد للخطیب: 257/2، وسندہ صحیح)

⑨ سیدنا ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْوُتْرُ حَقٌّ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِخَمْسٍ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِثَلَاثٍ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُوتِرْ بِوَاحِدَةٍ .

”وتر حق ہے۔ سات پڑھیں، پانچ پڑھیں، تین پڑھیں یا ایک پڑھیں۔“

(سنن النسائي: 1712، وسندہ صحیح)

یہ روایت مرفوع بھی مروی ہے، مگر اس کا موقوف ہونا ہی رائج ہے۔

⑩ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ .

”نبی کریم ﷺ نے ایک وتر پڑھا۔“

(سنن الدار قطنی: 33/2، وسندہ صحیح)

⑪ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ .

”نبی کریم ﷺ نے ایک وتر پڑھا۔“

(صحیح ابن حبان: 2424، وسندہ صحیح)

⑫ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشا کے

بعد ایک وتر پڑھا، ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے،

غلام نے آکر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دَعُهُ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحَبَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”درست! وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں۔“

(صحیح البخاری: 3764)

⑬ صحیح بخاری (3765) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنَّهُ فَاقِيهِ . ”معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں۔“

⑭ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، فَأُنْكَرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، فَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ،

فَقَالَ: أَصَابَ السُّنَّةَ .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا، تو ان پر اعتراض ہوا، سیدنا عبداللہ

بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، تو فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت پر عمل کیا ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 291/2، وسندہ صحیح)

ثابت ہوا کہ ایک وتر سنت ہے، نیز فقیہ ہونے کی نشانی بھی ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما دونوں جلیل القدر صحابی ایک رکعت وتر کے قائل و فاعل تھے۔

شرح معانی الآثار للطحاوی (1/289) میں ہے:

مِنْ أَيْنَ تَرَى أَخَذَهَا الْحِمَارُ .

”اس گدھے نے یہ کہاں سے سیکھ لیا؟“

① یہ شاذ (ضعیف) ہے، کیونکہ صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔

② عبدالوہاب بن عطاء خفاف (حسن الحدیث) نے عثمان بن عمر جیسے

ثقات و اوثق کی مخالفت کی ہے۔

③ یہ بات سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی شان سے بعید ہے۔

④ ایک وتر نبی کریم ﷺ اور صحابہ و تابعین کی جماعت سے ثابت ہے۔

نیز دیگر صحابہ کرام کا عمل دیکھئے:

⑤ ابو مجلز رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وتر

کے بارے میں پوچھا: اگر میں سفر میں ہوں، تو کیا کروں؟ فرمایا:

رَكْعَةً مِّنْ آخِرِ اللَّيْلِ . ”رات کے آخری پہر ایک وتر پڑھ لیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 301/2، وسندہ صحیح)

⑥ عبدالرحمن تیمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج رات مجھ

سے پہلے قیام اللیل کوئی نہیں کرے گا، لیکن میں بیدار ہوا، تو اپنے پیچھے ایک شخص کی

آہٹ محسوس کی، وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں ایک طرف ہٹ گیا، آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، قرآن شروع کیا اور ختم کر دیا، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ میں نے سوچا: شاید بھول گئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ چکے، تو عرض کیا: امیر المومنین! آپ نے ایک وتر ادا کیا ہے؟ فرمایا: یہی میرا وتر ہے۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 294/1، سنن الدارقطنی: 34/2، ح: 1656،
1658، وسندہ حسن، وأخرجه ابن أبي شيبة: 502/2، وسندہ حسن، وقال الحافظ ابن
حجر في المطالب العالیة [582]: إسناده حسن)

①۷ ابو تمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا صَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ، يُقْرَأُ نَا،
فَأَتَى عَلِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ إِلَى جَنَبِي عَنِ الْوَتْرِ،
فَقَالَ: ثَلَاثٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَاحِدَةٍ، وَخَمْسٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ
ثَلَاثٍ، وَسَبْعٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ خَمْسٍ.

”سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نماز فجر کے بعد ہمیں پڑھا رہے تھے کہ سیدنا
علی رضی اللہ عنہ آئے، میرے پہلو میں بیٹھے ایک شخص نے ان سے پوچھا: وتر کی
تعداد؟ فرمایا: ایک کی نسبت تین، تین کی نسبت پانچ اور پانچ کی نسبت
سات مجھے زیادہ پسند ہیں۔“

(الأوسط لابن المنذر: 183/5، المطالب العالیة لابن حجر: 639، وسندہ صحیح)
حافظ بوصیری رضی اللہ عنہ نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔

(اتحاف المہرۃ الخیرۃ: 1746)

①۸ عبداللہ بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

نے ہمیں عشا پڑھائی، پھر مسجد کے کونے میں ایک رکعت ادا کی۔ میں ان کے پیچھے گیا اور عرض کیا: ابواسحاق! یہ کیسی رکعت ہے؟ فرمایا:

وَتَرُّ، أَنَامُ عَلَيْهِ . ”یہ وتر ہے، جو پڑھ کر سوتا ہوں۔“

عمر بن مرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی، تو انہوں نے کہا: سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 295/1، وسندہ حسن)

①۹ سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر رضی اللہ عنہ جن کے چہرے پر فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک ہاتھ پھیرا تھا، بیان کرتے ہیں کہ بدری صحابی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد ایک وتر پڑھتے تھے، اس سے زیادہ نہیں، رات کے وسط میں قیام کرتے۔

(معرفة السنن والآثار للبيهقي: 314/2، صحيح البخاري: 6356، وسندہ صحيح)

②۰ نافع رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ .

”آپ رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے تھے۔“

(الأوسط لابن المنذر: 179/5، وسندہ صحيح)

②۱ ابو مجلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان دو رکعت نماز عشا ادا کی، پھر کھڑے ہو کر ایک وتر پڑھا۔

(الأوسط لابن المنذر: 179/5، وسندہ صحيح)

②۲ جریر بن حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَطَاءً، أَوْتِرُ بِرَكْعَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ .

”میں نے امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ایک رکعت وتر پڑھ لیا

کروں؟ جواب دیا: جی ہاں! اگر چاہیں تو۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 292/2، وسندہ صحیح)

(23) ابن عون رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آدمی سو گیا اور صبح ہو گئی، تو کیا صبح ہونے کے بعد ایک رکعت وتر پڑھ لے؟ کہا: لَا أَعْلَمُ بِهِ بَأْسًا. ”کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 290/2)

(24) امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ آلُ سَعْدِ، وَآلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، يُسَلِّمُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ الْوُتْرَ، وَيُوتِرُونَ بِرَكْعَةٍ.

”خاندان سعد بن ابی وقاص اور خاندان عبداللہ بن عمر رحمہم اللہ وتر کی ہر رکعت میں سلام پھیرتے، وہ ایک ہی رکعت ادا کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 292/2، وسندہ صحیح)

ایک، تین، پانچ اور سات و ترا حناف کی نظر میں :

ہم نے دلائل سے ثابت کیا کہ ایک، تین، پانچ اور سات وتر جائز ہیں، اب علمائے احناف کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

① علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ صَحَّ عَنْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أَنَّهُمْ أَوْتَرُوا بِوَاحِدَةٍ دُونَ تَقْدِيمِ نَفْلِ قَبْلِهَا.

”صحابہ کی ایک جماعت سے ثابت ہے کہ انہوں نے پہلے کوئی نفل پڑھے

بغیر ایک وتر ادا کیا۔“ (التعليق المُمَجَّد: 1/119)

② علامہ سندھی رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

هَذَا صَرِيحٌ فِي جَوَازِ الْوُتْرِ بِوَاحِدَةٍ .

”یہ حدیث ایک وتر کے جواز پر صریح دلیل ہے۔“

(حاشیۃ السندي على النسائي: 30/2)

③ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

نَعَمْ، ثَابِتٌ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ بِلَا رَيْبٍ .

”ہاں! بلا شک و شبہ بعض صحابہ سے ایک وتر ثابت ہے۔“

(العرف الشذی: 12/2)

④ علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنوی دیوبندی صاحب فرماتے ہیں:

”یہ (صرف تین وتر پڑھنا) مذہب امام صاحب کا ہے، ان کے نزدیک

ایک رکعت کی وتر جائز نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وتر میں ایک رکعت

بھی جائز ہے، دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں۔“

(علم الفقہ، حصہ دوم، ص 182)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے قطعاً ثابت نہیں کہ انہوں نے ایک وتر کو ناجائز کہا ہو۔

جس روایت میں تین وتر کا ذکر ہے، اس سے ایک یا پانچ یا سات رکعت وتر کی نفی

ثابت نہیں ہوتی۔

⑤ علامہ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

”وتر کی رکعت احادیث صحاح میں موجود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ

بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہما صحابہ کرام اس کے مقرر اور مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ و

احمد رحمہ اللہ کا وہ مذہب، پھر اس پر طعن کرنا ان سب پر طعن ہے، کہو اب

ایمان کا کیا ٹھکانہ؟“ (براہین قاطعہ، ص 7)

اس کتاب پر علامہ رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاحب کی تقریظ بھی ہے۔
سہارنپوری صاحب کے بقول ایک وتر پر طعن کرنے والوں کو اپنے ایمان کی خبر
لینی چاہیے۔

⑥ بعض لوگوں نے سہارنپوری صاحب کی مذکورہ کتاب پر اعتراض کیے تو
حاجی امداد اللہ علی صاحب نے لکھا:

”ایسے ہی ایک وتر کی بحث میں جو آپ نے لکھا ہے کہ صاحب ’براہین‘ کا
اعتراض امام صاحب و صاحبین تک پہنچتا ہے، یہ تو محض تعصب یا سفاہت
ہے، کیونکہ ایک وتر پڑھنے والے بعض صحابہ و ائمہ بھی ہیں، حضرت امام و
صاحبین نے کب ایک وتر پڑھنے والوں پر طعن کیا ہے اور وہ کب طعن کر
سکتے ہیں کہ اس طرف بھی صحابہ کبار و ائمہ خیار ہیں، صاحب ’انوار ساطعہ‘
نے چونکہ بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کو مطعون کیا تھا، حالانکہ ان میں
صحابہ و ائمہ ہیں، اس کو متنبہ کیا ہے اور اس گستاخی سے روکا ہے۔“
(یہ تحریر براہین قاطعہ کے آخر میں ملحق ہے، ص 280)

④ اس کے حاشیہ نگار لکھتے ہیں:

”پس معترض کا یہ کہنا کہ ’براہین‘ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام
صاحب و صاحبین کے ایمان کا بھی کیا ٹھکانہ، نہایت حق و شقاوت ہے،
کیونکہ ان حضرات نے ایک وتر پڑھنے والوں صحابہ و ائمہ کو کبھی طعن نہیں کیا
اور نہ کلمات تحقیر ان حضرات کی شان میں لکھے۔ مؤلف ’انوار ساطعہ‘ نے
بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کی نسبت کلمات ناشائستہ لکھے، اس لیے اس کو

گستاخی سے روکا گیا ہے اور سمجھایا گیا ہے کہ تحقیر احادیث و تحقیر سلف میں ایمان کا ٹھکانہ نہیں۔ اگر مؤلف ”انوار ساطعہ“ کہے کہ میری مراد حضرت صحابہ و ائمہ قائلین وتر واحد پر اعتراض کرنا نہیں تو یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے، کیونکہ اس کتاب میں با تعمیم ایک وتر پڑھنے والوں پر اعتراض کیا ہے، حکم شرعی ظاہر پر ہے اور پھر سلف ہوں یا خلف، جس امر میں وہ متبع حدیث نبوی ہیں، اس فعل پر اعتراض نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی تحقیر زیبا۔ اعتراض جس پر ہے، کسی احادیث یا اتباع ہونے کی وجہ سے ہے، ورنہ چاہیے کہ فرق باطلہ و اہل ہوئی جن عقائد و اعمال میں اہل حق کے موافق ہیں، ان عقائد و اعمال میں بھی اعتراض کیا جائے، پھر ایک وتر کے قائلین بھی صحابہ و اہل سنت ہیں تو اس فعل پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟“ (ایضاً، ص 280)

① سہارنپوری صاحب کی تائید اور مؤلف ”انوار ساطعہ“ کے رد میں مولانا محمود الحسن دیوبندی نے لکھا:

” (عبد السمیع رامپوری مؤلف انوار ساطعہ نے) وتر کی ایک رکعت پڑھنے والوں پر سخت الفاظ کے ساتھ طعن کیا ہے، خیر اور تو وہی پرانا رونا ہے، جو مؤلف مذکور (عبد السمیع) کے سلف کر چکے ہیں، مگر وتر کی ایک رکعت پڑھنے والوں پر جس کے بارے میں احادیث صحاح موجود ہیں اور بعض ائمہ مثل امام شافعی و امام احمد وغیرہ کا وہ مذہب ہے، مذکور درازی کرنا مؤلف مذکور کا ہی حصہ ہے۔ یہ جد اقصہ ہے کہ علمائے حنفیہ رحمہم اللہ کا یہ مذہب بوجہ اور دلائل کے نہ ہو، مگر فقط اس امر سے ایک دوسرے پر طعن نہیں کر سکتا۔“

(الجدد المقل فی تنزیہ المعز والمذلل، ص 17)

⑨ علامہ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:
 ”بعض لوگوں کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے اور بعض کے نزدیک تین ہے
 اور بعض کے نزدیک پانچ ہیں اور ان سب میں تاویل مذکور جاری ہو سکتی
 ہے، مگر میرے نزدیک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے تینوں طرح
 ثابت ہے۔“ (تقریر ترمذی: 136)

⑩ علامہ اشرف علی تھانوی صاحب اپنے استاذ شیخ محمد تھانوی دیوبندی
 صاحب سے نقل کرتے ہیں:

”(اہل حدیث نے) وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی حدیث
 پسند کی ہے، حالانکہ تین رکعتیں بھی آئی ہیں، پانچ بھی آئیں ہیں، سات
 بھی آئی ہیں۔“ (قصص الاکابر، ص 122)

شیخ محمد تھانوی صاحب کے نزدیک ایک وتر بھی رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے
 ثابت ہے۔ اہل حدیث صرف ایک رکعت والی حدیث پسند کی، ان کی یہ بات حقائق
 کے خلاف ہے۔ اہل حدیث تین، پانچ اور سات والی احادیث کو بھی نہ صرف پسند
 کرتے ہیں، ان کے قائل و فاعل بھی ہیں۔ والحمد للہ!

⑪ علامہ احمد سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں:
 ”یعنی علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضرت قاسم بن محمد (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ
 کے پوتے) کے قول اِنَّ كُنَّا کے معنی یہ ہیں کہ وتر ایک رکعت، تین رکعت
 اور پانچ رکعتیں اور سات وغیرہ سب جائز ہیں۔“

(مقالات کاظمی، حصہ سوم، ص 488)

⑫ مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

”حضور (ﷺ) وتر ایک رکعت پڑھتے تھے، تین یا پانچ پڑھتے تھے، سات پڑھتے تھے، تو گیارہ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔“ (جاء الحق، حصہ دوم، ص 263)

تین رکعت نماز وتر :

① ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رمضان میں رسول اکرم ﷺ کی نماز کیسی تھی؟ فرمایا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةِ رَكْعَةٍ، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا.

”رسول اکرم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے، چار رکعت پڑھتے، ان کا حسن اور ان کی طوالت مت پوچھے، پھر چار رکعت پڑھتے، طوالت اور حسن میں مثالی، پھر تین وتر پڑھتے۔ میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا: عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، مگر دل نہیں سوتا۔“

(صحیح البخاری: 1147، صحیح مسلم: 125/738)

② سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَيْقَظَ، فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ، وَهُوَ يَقُولُ : ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (آل

عمران : ۱۹۰، فَقَرَأَ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ، ثُمَّ قَامَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، سِتَّ رَكْعَاتٍ، كُلَّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ .

”میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ہاں سویا۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے، مسواک کی اور وضو کر کے سورہ آل عمران کی آیت (190) سے آخر تک تلاوت کی، پھر آپ نے کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھیں، ان میں قیام، رکوع اور سجدہ لمبا کیا، پھر سلام پھیرا اور سو گئے، خراٹے لینے لگے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسا کیا اور چھ رکعت پڑھیں۔ ہر مرتبہ مسواک کرتے، وضو کرتے اور یہ آیات پڑھتے۔ پھر آپ ﷺ نے تین وتر پڑھے۔“

(صحیح البخاری: 6316، صحیح مسلم: 191/763، واللفظ له)

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

الْوُتْرُ سَبْعٌ أَوْ خَمْسٌ، وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ ثَلَاثًا بَتْرًا .
”وتر سات اور پانچ ہیں۔ مجھے تین ناقص وتر ناپسند ہیں۔“

(المعرفة والتاريخ للإمام يعقوب الفسوي: 150/3، وسنده صحيح)

پانچ رکعت نماز وتر :

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءُ، ثُمَّ جَاءَ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، فَجِئْتُ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ، أَوْ قَالَ: خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

”میں نے ایک رات اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزاری، آپ ﷺ نے عشا کی نماز پڑھی، پھر گھر تشریف لائے، چار رکعت ادا کیں اور سو گئے۔ نیند سے بیدار ہو کر قیام کیا، تو میں بھی آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے دائیں جانب کر دیا، پھر پانچ رکعت پڑھیں، بعد میں دو رکعتیں پڑھیں اور سو گئے، میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ پھر آپ ﷺ فجر کے لئے تشریف لے گئے۔“

(صحیح البخاری: 697، صحیح مسلم: 763)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوتِرُ مِنْ ذَلِكَ بِخَمْسٍ، لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا.

”نبی کریم ﷺ رات کو تیرہ رکعت پڑھتے، جن میں پانچ وتر ہوتے۔ صرف آخری رکعت میں تشهد بیٹھتے تھے۔“

(صحیح مسلم: 123/737)

③ عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقُدُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ،

تَسَوَّكَ، ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، يَجْلِسُ فِي كُلِّ رَكَعَتَيْنِ وَيُسَلِّمُ،
ثُمَّ يُؤْتِرُ بِخَمْسِ رَكَعَاتٍ، وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي الْخَامِسَةِ، وَلَا
يُسَلِّمُ إِلَّا فِي الْخَامِسَةِ.

”رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے، تو مسواک کرتے، پھر آٹھ رکعات ادا کرتے، ہر دو رکعتوں میں تشہد بیٹھتے اور سلام پھیرتے۔ پھر پانچ وتر پڑھتے، جن میں صرف پانچویں رکعت میں تشہد بیٹھتے اور سلام پھیرتے۔“

(الأوسط لابن المنذر: 176/5، وسنده صحيح، وصححه ابن خزيمة: 1077)

④ ابو مرہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ وتر کیسے پڑھتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے، میں نے تین بار پوچھا، آپ رضی اللہ عنہ خاموش رہے، پھر فرمایا: اگر آپ کہتے ہیں، تو میں اپنا عمل بتا دیتا ہوں، عرض کیا: جی ہاں، بتا دیجئے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِذَا صَلَّيْتُ الْعِشَاءَ، صَلَّيْتُ بَعْدَهَا خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أَنَامُ،
فَإِنْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ، صَلَّيْتُ مَثْنِي مَثْنِي، فَإِنْ أَصْبَحْتُ،
أَصْبَحْتُ عَلَى وَتَرٍ.

”نماز عشا کے بعد میں پانچ رکعات پڑھتا ہوں، رات جاگ جاؤں، تو دو دو رکعات پڑھتا رہتا ہوں اور صبح وتر پر کرتا ہوں۔“

(السَّنَنِ الْكَبْرَى لِلْبَيْهَقِيِّ: 36/3، وسنده صحيح)

⑤ حکم بن عتیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِمَقْسَمٍ: أَوْتِرْتُ بِثَلَاثٍ، ثُمَّ أَخْرَجُ إِلَى الصَّلَاةِ، مَخَافَةَ أَنْ
تَفُوتَنِي، قَالَ: لَا وَتِرَ إِلَّا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ.

”میں نے مقسم ﷺ سے پوچھا: میں تین وتر پڑھتا ہوں، پھر جلدی سے نماز کے لئے نکل جاتا ہوں تاکہ رہ نہ جائے۔ فرمایا: وتر تو پانچ یا سات ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد: 335/6، وسندہ صحیح)

سات اور نو رکعات وتر :

① سعد بن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے بارے میں بتائیں، فرمایا:

كُنَّا نَعْدُّ لَهُ سِوَاكَهَ وَطَهْرَهَ، فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ، وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ، لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ، فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ، ثُمَّ يَقُومُ، فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ، ثُمَّ يَقْعُدُ، فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ، وَهُوَ قَاعِدٌ، فَتِلْكَ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ، فَلَمَّا أَسَنَّ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ، أَوْ تَرَ بَسْبِغَ، وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ، فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ، وَكَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى صَلَاةً، أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا، وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ، أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتِي عَشْرَةَ رَكْعَةً، وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا صَلَّى لَيْلَةً إِلَّا الصُّبْحَ، وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ.

”ہم آپ ﷺ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتیں، آپ ﷺ اللہ کی مشیت سے بیدار ہوتے، مسواک کرتے، وضو فرماتے اور نور رکعات اس طرح ادا کرتے کہ آٹھویں رکعت کے بعد تشهد بیٹھتے، اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف فرماتے، دعا کرتے، سلام نہ پھیرتے اور کھڑے ہو کر نویں رکعت پڑھتے، پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے، دعا مانگتے، ہمیں سنا کر سلام پھیرتے۔ سلام کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے۔ بیٹا! یہ گیارہ رکعتیں ہیں۔ نبی ﷺ جب بوڑھے ہو گئے اور جسم بھاری ہو گیا تو سات وتر پڑھنے لگے۔ دو رکعت بیٹھ کر ادا کرتے۔ یہ نو رکعتیں ہیں بیٹا! اللہ کے نبی جب کوئی نماز پڑھتے، تو اس پر دوام کرتے تھے۔ کبھی نیند یا بیماری قیام اللیل سے مانع ہو جاتی، تو دن کو بارہ رکعت پڑھتے۔ نہیں یاد کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی ایک ہی رات میں پورا قرآن پڑھا ہو یا پوری رات نماز پڑھی ہو یا رمضان کے علاوہ پورا مہینہ روزے رکھے ہوں۔“ (صحیح مسلم: 746)

② سنن نسائی (1718)، وسندہ صحیح کے الفاظ ہیں:

لَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَ اللَّحْمَ، صَلَّى سَبْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهَا.

”بڑھاپے میں نبی کریم ﷺ کا جسم جب بھاری ہو گیا، تو سات وتر پڑھنے لگے، تشهد صرف آخر میں بیٹھتے۔“

تنبیہ :

سنن ابی داؤد (۱۳۴۲) والی روایت میں سات رکعات وتر کی چھٹی رکعت میں تشهد بیٹھنے کا ذکر ہے، مگر یہ روایت ضعیف و شاذ ہے۔ اس میں قتادہ کا عنعنہ ہے۔

وتر کی قراءت :

① سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکرؓ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُتْرَ، فَقَرَأَ فِي الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا، يَمُدُّ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ.

”میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ وتر پڑھے۔ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص پڑھی۔ آپ ﷺ وتر سے فارغ ہوئے، تو تین دفعہ «سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ» پڑھا، تیسری دفعہ آواز بلند کی۔“

(مسند الإمام أحمد : 406/3، سنن النسائي : 1734، شرح معاني الآثار للطحاوي: 392/1، وسنده صحيح)

② سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ، يَقْرَأُ فِي الرُّكْعَةِ الْأُولَى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ.

”رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے، پہلی میں سورت اعلیٰ، دوسری میں کافرون اور تیسری میں اخلاص، فلق اور ناس پڑھتے تھے۔“

(سنن الدارقطني: 35/2، ح: 1660، المستدرک للحاکم: 305/1، شرح معانی الآثار للطحاوی: 285/1، وسندہ حسن)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

ان احادیث سے بعض لوگوں نے تین وتر ایک سلام سے ادا کرنے پر دلیل پکڑی ہے، جبکہ ان میں صراحت اور وضاحت نہیں۔

③ ابو جابر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا مُوسَى كَانَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ، فَصَلَّى رَكْعَةً أَوْتَرَ بِهَا، فَقَرَأَ فِيهَا بِمِائَةِ آيَةٍ مِنَ النَّسَاءِ، ثُمَّ قَالَ: مَا أَلَوْتُ أَنْ أَضَعَ قَدَمِيَّ حَيْثُ وَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَمَيْهِ، وَأَنَا أَقْرَأُ بِمَا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان عشا کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر کھڑے ہو کر ایک وتر ادا کیا، اس میں سورۃ النساء کی سو آیات پڑھ دیں۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور آپ جیسی قراءت کرنے میں کوئی کمی نہیں کی۔“

(سنن النسائي: 1729، وسندہ صحیح)

④ زاذان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ تین وتر پڑھتے تھے، ہر رکعت میں مفصل کے آخر میں تین سورتیں پڑھتے۔“ (مصنف ابن أبي شيبة: 288/2، وسندہ حسن)

⑤ امام نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي وَتْرِهِ مِنْ آخِرِ حَرْبِهِ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر میں مقرر کردہ منزل کا آخری حصہ تلاوت

کرتے۔“ (مصنّف ابن أبي شيبة: 299/2، وسندہ حسن)

⑥ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اقْرَأْ فِي الرَّكَعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْوَتْرِ بِسُورَتَيْنِ، وَفِي الْآخِرَةِ ﴿آمَنَ الرَّسُولُ﴾ (البقرة: 285/2-286)، ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ .

”وتر کی پہلی دو رکعتوں میں کوئی سورت پڑھیں اور آخری رکعت میں سورت

بقرہ کی آخری دو آیات اور سورت اخلاص پڑھیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 300/2، وسندہ حسن)

وتروں کی دعا :

① سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وتر

کی یہ دعا سکھائی:

اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي
فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أُعْطِيتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قُضِيَتْ،
فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ،
تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .

”اللہ! مجھے ہدایت یافتہ بندوں میں داخل فرما، عافیت والوں میں رکنیت عطا

کر اور اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل کر لے۔ اپنی عطاؤں میں برکت

فرما اور تقدیر کے شر سے حفاظت فرما، کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ نہیں ہو سکتا، جس سے تو دوستی کرے، وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے دشمنی کرے، عزت نہیں پاتا۔ ہمارے رب! تو بہت بلند اور بابرکت ہے۔“

(سنن أبي داود : 1425، سنن الترمذي : 464، سنن النسائي : 1746، سنن ابن ماجه : 1778، صحيح، مسند الإمام أحمد : 1/199، وسنده صحيح، سنن الدارمي : 1663، وسنده صحيح، الدعاء للطبراني : 748، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن“، امام ابن جبارود (272)، امام ابن خزیمہ (1095-1096)، امام ابن حبان (945) اور حافظ ابن ملقن (البدر المنير : 630/3) رحمہم اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (خلاصة الأحكام : 1/455) اور حافظ عراقی رحمہ اللہ (تخریج أحاديث الإحياء، ص 183) نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا ہے۔
سنن نسائی (1747) میں دعا کے اختتام پر
صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ .
کے الفاظ بھی ہیں۔

انہیں عبداللہ بن علی، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بیان کر رہے ہیں۔
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَمَّا رِوَايَتُهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَلَمْ يَثْبُتْ .
”سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت ثابت نہیں۔“

(تهذيب التهذيب : 284/5)

یہ روایت انقطاع کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

لہذا حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ (المجموع: 3/441) کا اس کی سند کو ”صحیح“ کہنا درست نہیں۔ البتہ یہ الفاظ پڑھنے میں حرج نہیں، صحیح ابن خزیمہ (1100، وسندہ صحیح) میں ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قیام رمضان میں قنوت نازلہ پڑھتے، تو اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے۔

② نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو سکھایا کہ وتر میں یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنَا فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لَنَا فِيمَا اَعْطَيْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ، اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكَ وَتَعَالٰىتَ.

”اللہ! ہمیں ہدایت یافتہ بندوں میں داخل فرما، عافیت والوں میں رکنیت عطا کر اور اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل کر لے۔ اپنی عطاؤں میں برکت فرما اور تقدیر کے شر سے حفاظت فرما، کہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے، تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، جس سے تو دوستی کرے، وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس سے دشمنی کرے، عزت نہیں پاتا۔ اے ہمارے رب! تو بہت بلند اور بابرکت ہے۔“

(المُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ: 73/3، ح: 2700، وسندہ صحیح)

③ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنِّ عَلَيَّ، وَاَنْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَاْمْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاَهْدِنِيْ وَيَسِّرْ هُدَايَ اِلَيَّْ، وَاَنْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَاكِرًا، لَكَ ذَاكِرًا، لَكَ رَاہِبًا، لَكَ مَطْوَاَعًا، اِلَيْكَ مُخْبِتًا، اَوْ مُنِيْبًا، رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ،

وَأَغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَتَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي،
وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي .

”یا اللہ! میری مدد کر، میرے مخالف کی مدد نہ کر، میری نصرت فرما، میرے دشمن کی نصرت نہ فرما، میرے لئے مکر کرنا، میرے خلاف مکر نہ کرنا، مجھے ہدایت عطا کر اور اتباع ہدایت میں آسانی، مجھ سے زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما، یا اللہ! مجھے اپنا شکر گزار بنا، ذکر کرنے والا اور تجھ سے ڈرنے والا بنا، متواضع، تیرے سامنے کراہنے اور دعائیں کرنے والا، توبہ کرنے والا اور تیری طرف رجوع کرنے والا بنا، میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہ دھو دے، میری دعا مقبول فرما اور میری دلیل ثابت کر، میرے دل کو راہ راست پہ لا، میری زبان کو درست طریق سے بولنا سکھا اور میرے دل سے بغض و کینہ دور کر دے۔“

ابو الحسن طنافسی رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: قنوت وتر میں یہ دعا پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا: جی ہاں!

(سنن أبی داؤد : 1510، السنن الکبریٰ للنسائی : 10368، سنن الترمذی : 3551، سنن ابن ماجہ : 3830، وسندہ صحیح)

اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”حسن صحیح“، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (948) نے ”صحیح“، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (520/1) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ عبد اللہ بن عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قنوت وتر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَمِلْءَ الْأَرْضِينَ السَّبْعِ،

وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا
قَالَ الْعَبْدُ، كُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ: لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا
مَنْعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

”تیرے لئے حمد ہے، سات آسمانوں کے برابر، سات زمینوں کے برابر اور
ان کے درمیان والے خلا کے برابر، اے بزرگی اور ثنا کے اہل! ہم سبھی
تیرے بندے ہیں اور تو اپنے بندوں کی طرف سے کی گئی تعریف کا سب
سے زیادہ حق دار، جسے تو دے اس سے کوئی چھین نہیں سکتا اور جس سے
چھین لے، اسے کوئی دے نہیں سکتا، کسی بزرگ کی بزرگی تیرے مقابلے
میں سودمند نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 300/2، وسندّه صحيح)

❀ سیدنا عبدالرحمن بن ابی بنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر ادا کی۔ انہوں نے قنوتِ نازلہ میں یہ دعا پڑھی:

اللَّهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ،
نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَافِرِينَ مُلْحِقٌ،
اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَغِيثُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا
نَكْفُرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ، وَنَخْضَعُ لَكَ، وَنَخْلَعُ مَنْ يَكْفُرُكَ.

”اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے، تیرے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ
کرتے ہیں، تیری طرف دوڑتے، تیری اتباع کرتے اور تیری رحمت کی
امید رکھتے ہیں، تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں جو کافروں کو ملنے والا ہے۔“

یا اللہ! تجھ سے مدد اور بخشش کے طالب ہیں، تیری ثنائیاں کرتے ہیں، تجھ پہ ایمان لاتے ہیں، کفر نہیں کرتے، تیرے اطاعت گزار ہیں اور تیرے منکر سے قطع تعلقی کرتے ہیں۔“

(السَّنَنِ الْكَبْرَىٰ لِلْبَيْهَقِيِّ : 201/2، وسندهُ صحیح)

امام بیہقی رحمہ اللہ اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر : 471/4) نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے (شرح معانی الآثار : 249/1) میں بسند صحیح نقل کیا ہے۔

قنوت وتر رکوع سے پہلے یا بعد؟

① سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوترُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ، فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ عِنْدَ فَرَغِهِ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ.

”رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا فرماتے، پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص پڑھتے۔ قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے، پھر وتروں سے فارغ ہو کر تین مرتبہ سبحان الملک القدوس پڑھتے، تیسری بار آواز لمبی کرتے۔“

(سنن النسائي : 1700، سنن ابن ماجه : 1182، وسندهُ صحیح)

دارقطنی (1644) میں سفیان ثوری کی فطر بن خلیفہ نے متابعت کی ہے، جو کہ ثقہ ہے۔

تنبیہ :

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُولَ إِذَا فَرَغْتُ
مِنْ قِرَاءَةِ تِي فِي الْوُتْرِ.....

رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھلایا کہ قرأت وتر سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھوں۔“

(کتاب التوحید لابن مندہ: 191/2)

روایت منکر (ضعیف) ہے۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن شیبہ متکلم فیہ ہے۔ روایت
میں اس کا وہم واضح ہے، کیونکہ اسی سند سے سنن کبریٰ للبیہقی (3/38-39) اور
مستدرک حاکم (3/173) میں یہ الفاظ ہیں:

عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَتْرِي إِذَا رَفَعْتُ
رَأْسِي، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا السُّجُودُ.....

”مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھایا کہ جب میں رکوع سے سر اٹھاؤں اور

صرف سجدے باقی رہ جائیں تو یہ دعا پڑھوں۔۔۔“

لہذا یہ روایت وہم اور خطا ہے۔

الآحاد والمثنائی لابن ابی عاصم (۴۱۵) والی سند بھی ضعیف ہے، اس میں ابوسعید

عبد اللہ بن شمیم بن خالد ”ضعیف“ ہے۔

② اسود بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللَّهِ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ إِلَّا فِي الْوُتْرِ
قَبْلَ الرَّكْعَةِ.

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کے علاوہ کسی نماز میں رکوع سے پہلے قنوت نہیں پڑھتے تھے۔“

(المُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ: 238/9، ح: 9165، وسندہ صحیح)

③ اسماعیل بن عبدالملک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

”سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ قنوت وتر میں رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔“

(مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: 302/2، وسندہ صحیح)

بعض سلف رکوع کے بعد قنوت کرتے تھے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے وتروں میں رکوع کے بعد قنوت وتر اور قنوت نازلہ پڑھی۔

(صَحِيحُ ابْنِ خَزِيمَةَ: 1100، وسندہ صحیح)

رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دعا کرنا دونوں طرح کی روایات موجود ہیں، لہذا اس مسئلے میں سختی درست نہیں، یہ اجتہاد کا معاملہ ہے، اسے اجتہاد تک ہی رکھنا چاہیے، باعث نزاع نہیں بنانا چاہیے۔

① علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقْنُتُونَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وتر میں رکوع سے

پہلے قنوت کرتے تھے۔“ (مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: 302/2)

سند ”ضعیف“ ہے۔ ابراہیم نخعی ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② اسود بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ عُمَرَ قَنَتَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ .

”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 301/2-302)

سند ابراہیم نخعی کے عنعنہ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

③ اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوُتْرِ : قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ،
ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ .

”سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورت اخلاص پڑھتے، پھر رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھتے۔“

(المُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ : 2327/9 ، ح : 9425)

سند ”ضعیف“ ہے، لیث بن ابی سلیم ”ضعیف“ اور ”سیء الحفظ“ ہے۔

④ سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوُتْرِ بَعْدَ الرُّكُوعِ .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ قنوت وتر رکوع کے بعد کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 302/2)

سند ضعیف ہے، شریک بن عبد اللہ ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

⑤ ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ عَلِيًّا كَانَ يَقْنُتُ فِي الْوُتْرِ بَعْدَ الرُّكُوعِ .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ قنوت وتر رکوع کے بعد کرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 302/2)

سند ”ضعیف“ ہے۔ عطاء بن سائب ”مختلط“ ہے اور ہشیم بن بشیر نے اس سے اختلاط کے بعد روایت لی ہے۔

وتروں میں ہاتھ اٹھانا :

قنوت میں ہاتھ اٹھانا جائز ہے، سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جماعت کروا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفیں چیرتے آگے آئے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہیں:

رَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ .

”سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ منصب پر اللہ کی حمد بیان کی۔“

(صحیح البخاری: 684، صحیح مسلم: 421)

معلوم ہوا کہ کسی بھی نماز میں دُعا کے لیے ہاتھ اٹھانا مشروع اور جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے قنوتِ نازلہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا کرنا ثابت ہے، قنوت تو قنوت ہی ہے، وتروں میں ہو یا نازلہ میں۔

✽ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا صَلَّى الْغَدَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ .

”میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی فجر پڑھتے، ہاتھ اٹھا کر قبیلہ رعل و ذکوان پر بددعا کرتے۔“

(مسند الإمام أحمد: 137/3، وسنده صحيح)

اس روایت کو امام ابو عوانہ رحمہ اللہ (7443) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

ایک رائے یہ بھی ہے:

”صبح کی نماز میں بعد رکوع کے جو کہ اس زمانہ میں دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے،

اس میں ہم لوگوں کا معمول یہ ہے کہ ہاتھ لٹکائے رہتے ہیں، کیونکہ اس

موقعہ پر ہاتھ کا باندھنا نہیں آیا ہے اور اٹھانا بھی حنفیہ کے قواعد سے چسپاں

نہیں ہے، اس لیے احوط اور بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ چھوڑے رکھیں۔“

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: 192/4، مسائل قنوت نازلہ، طبع دارالاشاعت)

✽ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَفَعَ يَدَيْهِ فِي قُنُوتِهِ فِي الْوُتْرِ .

”قنوت وتر کرنے والا اس میں ہاتھ اٹھائے۔“

(مسائل أحمد برواية عبد الله، ص 90، مسألة: 319)

✽ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(مسائل الإمام أحمد و إسحاق بن راهويه برواية الكوسج: 649/2)

سلف صالحین میں کوئی ثقہ امام قنوت وتر میں ہاتھ اٹھانے کے خلاف نہیں۔

دُعا کے بعد ہاتھ چہرے پر پھیرنا :

رہا مسئلہ قنوت کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرنے کا، تو یہ بھی جائز ہے۔

✽ ابو نعیم وہب بن کیسان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَابْنَ الزُّبَيْرِ يَدْعُوَانِ، يُدِيرَانِ بِالرَّاحَتَيْنِ عَلَى الْوَجْهِ .

”میں نے دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دُعا

کے بعد ہتھیلیاں چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔“

(الأدب المفرد للبخاري: 609، وسنده حسن)

قَالَ الْفَرِيَّابِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ رَاهَوِيَّةٍ، أَخْبَرَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا كَعْبٍ، صَاحِبُ الْحَرِيرِ، يَدْعُو رَافِعًا يَدَيْهِ، فَإِذَا فَرَغَ، مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: مَنْ رَأَيْتَ يَفْعَلُ هَذَا؟ قَالَ: الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ.

”معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعب عبد ربہ بن عبید رحمہ اللہ کو دیکھا، ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتے اور بعد میں ہاتھ چہرے پر پھیر لیتے، عرض کیا: کسی کو ایسا کرتے دیکھا ہے؟ فرمایا: حسن بصری رحمہ اللہ کو۔“

(فضّ الوعاء في أحاديث رفع اليدين بالدعاء للسيوطي: 59، وسنده صحيح)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

معلوم ہوا کہ دُعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا درست ہے۔ خیر القرون میں ایسا کوئی نہیں، جو ہاتھ اٹھا کر دُعا کرے اور بعد میں ہاتھ چہرے پر نہ پھیرے۔

وتروں میں تکبیر اور رفع الیدین :

اصول یہ ہے کہ رکوع سے پہلے ہر تکبیر پر رفع الیدین ہے، رکوع سے پہلے قنوت میں اگر تکبیر کہیں، تو رفع الیدین بھی کریں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قنوت نازلہ سے پہلے اور بعض دوسرے سلف قنوت وتر سے پہلے تکبیر کہا کرتے تھے۔

① طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ، كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ، ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ.

”میں نے سیدنا عمرؓ کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی، دوسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہوئے، تو انہوں نے تکبیر کہی اور قنوت کرنے لگے۔ بعد میں تکبیر کہہ کر رکوع چلے گئے۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 250/1، وسندہ صحیح)

② امام شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ الْحَكَمَ، وَحَمَّادًا، وَأَبَا إِسْحَاقَ، يَقُولُونَ فِي قُنُوتِ الْوُتْرِ: إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ، ثُمَّ قَنَتَ.

”میں نے حکم، حماد اور ابواسحاق رحمہم کو سنا، قنوت وتر کے بارے کہتے تھے کہ جب آپ قرأت سے فارغ ہوں، تو تکبیر کہیں، پھر رفع الیدین کریں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 307/2، وسندہ صحیح)

✽ وتر کی جماعت میں امام بلند آواز سے دعا کر رہا ہو، تو مقتدی آمین بھی کہہ سکتے ہیں۔

✽ غیر رمضان میں کبھی کبھار وُتروں کی جماعت جائز ہے۔

سیدنا مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي لَمْ أُوتِرْ، فَقَامَ وَصَفَّفْنَا وَرَأَاهُ، فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، لَمْ يُسَلِّمِ إِلَّا فِي آخِرِ هِنٍّ.

”جس رات سیدنا ابوبکرؓ کی تدفین ہوئی، سیدنا عمرؓ یہ کہہ کر نماز کے

لئے کھڑے ہو گئے کہ میرے وتر رہتے ہیں۔ ہم نے ان کے پیچھے صف بنا

لی، انہوں نے ہمیں تین رکعتیں پڑھائیں اور سلام آخری رکعت میں پھیرا۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 293/1، وسندہ حسن، إن سمع ابن السَّبَّاقِ مِنَ الْمَسُورِ)

علامہ عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ فِي غَايَةِ الصَّحَّةِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.
”سند درجہ صحت کی انتہا پر ہے، راوی صحیح بخاری کے ہیں۔“

(نخب الأفكار: 105/5)

① اسود رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِّنَ الْوُتْرِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ.

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں سورت اخلاص کی قرات کرتے، پھر رفع الیدین کرتے اور رکوع سے پہلے قنوت کرتے۔“

(جزء رفع الیدین للبخاری: 96)

سند ضعیف ہے، لیث بن ابی سلیم ”ضعیف“ اور ”سی الحفظ“ ہے، مدلس بھی ہے۔
② ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ؛ فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ، وَفِي الْعِيدَيْنِ، وَعِنْدَ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ، وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَبِجُمُعٍ وَعَرَفَاتٍ، وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ.
”سات موقعوں پر ہاتھ اٹھائے جائیں گے، نماز کے شروع میں، قنوت وتر کی تکبیر میں اور عیدین میں، حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت، صفا و مروہ پر، مزدلفہ و عرفات میں اور دو جمروں کے پاس۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 178/1)

۱۔ شعیب بن سلیمان بن سلیم کیسانی کی توثیق نہیں مل سکی۔

۲۔ قاضی ابو یوسف جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

۳۔ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ باتفاق محدثین ”ضعیف“ ہیں۔

③ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہے:

إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ .

”قرأت سے فارغ ہوئے، تو تکبیر کہی اور قنوت پڑھی۔“

(الإستيعاب لابن عبد البر: 4/471، مصنف ابن أبي شيبة: 2/302، مختصراً)

موضوع ہے۔

۱۔ ابان بن ابی عیاش ”کذاب و متروک“ ہے۔

۲۔ براہیم نخعی کا عنعنہ ہے۔

④ اسود رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ يُكَبِّرُ حِينَ يَفْرُغُ مِنَ الْقِرَاءَةِ، ثُمَّ إِذَا فَرَغَ مِنَ الْقُنُوتِ كَبَّرَ وَرَكَعَ .

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرأت سے فارغ ہوتے، تو تکبیر کہتے، قنوت

سے فارغ ہوتے، تو تکبیر کہتے اور رکوع کرتے۔“

(المُعْجَمُ الْكَبِيرُ لِلطَّبْرَانِيِّ: 9/243، ح: 9192)

سند ”ضعیف“ ہے، لیث بن ابی سلیم ”ضعیف اور سنی الحفظ“ ہے۔ دوسرے یہ کہ

اس سے قنوت وتر مراد لینا بلا دلیل ہے۔

⑤ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ الْقُنُوتَ فِي الْوُتْرِ وَاجِبٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَقْنُتَ فَكَبِّرْ وَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَرَكَعَ فَكَبِّرْ أَيْضًا .

”قنوت وتر رمضان وغیر رمضان میں رکوع سے پہلے واجب ہے، قنوت وتر کا ارادہ کریں، تو تکبیر کہیں اور رکوع کا ارادہ کریں، تو بھی تکبیر کہیں۔“

(کتاب الحجج للشیبانی: 1/200، کتاب الآثار للشیبانی: 212)

جھوٹی روایت ہے، محمد بن حسن شیبانی ”کذاب“ ہے۔

نماز وتر کے بعد کی دعا :

① سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوترُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ، فَإِذَا فَرَغَ، قَالَ عِنْدَ فَرَاعِهِ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر ادا فرماتے، پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص پڑھتے۔ وتروں کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ پڑھتے، اس طرح کہ آخری مرتبہ آواز لمبی کرتے۔“

(سنن النسائي: 1700، سنن ابن ماجه: 1182، وسنده صحيح)

سنن دارقطنی (1644) میں سفیان ثوری کی متابعت فطر بن خلیفہ نے کی ہے اور

فطر ثقہ ہیں۔

سنن النسائي (1733، وسنده صحيح) کی ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

کہتے، تیسری بار اونچی آواز سے کہتے۔“

یہ سنت مجبورہ ہے، بہت کم لوگ ہیں جو وتر کے بعد باواز بلند یہ دعا پڑھتے ہیں۔

اس دعا کے بعد رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ کہنا بھی ثابت ہے۔

(سنن الدارقطني: 1644، السنن الكبرى للبيهقي: 40/3، وسنده صحيح)

② سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کے

آخر میں یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ،
وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ، اَنْتَ کَمَا اَثْنِیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ .

”اللہ! میں تیری رضا کے وسیلے سے تیری ناراضی سے پناہ چاہتا ہوں اور تیری
معافی کے صدقے، تیرے عذاب سے خلاصی، میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا
ہوں، میں تیری ثنا کو شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے، جیسے تو نے اپنی ثنا کی۔“

(عمل اليوم والليلة للنسائي: 892، وسنده صحيح متصل، مسند الإمام أحمد:

96/1، سنن أبي داود: 1427، سنن النسائي: 1748، سنن الترمذي: 3566، سنن

ابن ماجه: 1179، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“ کہا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (106/1) نے سند کو صحیح اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

تین وتر ادا کرنے کا طریقہ :

تین رکعت وتر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ :

مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر ایک رکعت ادا کی جائے۔

تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوُتْرِ
وَالشَّفْعِ بِتَسْلِيمَةٍ وَيُسْمِعُنَاهَا.

”رسول اکرم ﷺ وتر کی تین رکعتوں میں دو کے بعد سلام پھیرتے اور
ہمیں سلام سناتے تھے۔“

(مسند الإمام أحمد: 76/2، وسنده صحيح)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

(صحیح ابن حبان: 2433، 2435)

علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

قَدْ مَكَثْتُ نَحْوَ أَرْبَعِ عَشْرَةِ سَنَةً أَتَفَكَّرُ فِيهِ ثُمَّ سَنَحَ لِي جَوَابٌ
يَشْفِينِي وَ يَكْفِينِي .

”میں چودہ سال اس حدیث کا جواب سوچتا رہا، بالآخر مجھے اس کا کافی
وثنائی جواب مل گیا۔“

(فيض الباري : 375/2، العرف الشذوي : 107/1، معارف السنن للبنوري :

264/4، واللفظ له، درس ترمذی از تلقی عثمانی: 224/3)

کاشمیری صاحب کا یہ اقدام انتہائی تعجب خیز ہے، جس حدیث کو محدثین صحیح اور
قابل عمل قرار دیں، اسے تسلیم کرتے ہوئے فوراً عمل پیرا ہو جانا چاہیے، یہ نبی کریم ﷺ
سے سچی محبت کی علامت ہے، اگر ہم صحیح احادیث کو اپنی خواہشات کا اسی طرح تختہ مشق
بناتے رہے، تو ہمارے اور غیروں کے درمیان کیا فرق رہ جائے گا؟

② نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَةِ وَالرَّكْعَتَيْنِ فِي الْوُتْرِ حَتَّى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تین رکعت وتر میں دو کے بعد سلام پھیرتے، سلام کے بعد کسی کام کا حکم بھی فرما دیتے تھے۔“

(صحیح البخاری : 991، الموطأ للإمام مالك : 125/1، شرح معاني الآثار للطحاوي : 278/1-379، وسندہ صحیح)

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے اس کی سند کو ”قوی“ قرار دیا ہے۔

(فتح الباری : 482/2)

③ عبداللہ بن عون رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَي الْوُتْرِ .

”حسن بصری رضی اللہ عنہ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 292/2، وسندہ صحیح)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سلام سے تین وتر ثابت نہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سلام سے تین وتر ثابت نہیں، ملاحظہ فرمائیں:

① بعض لوگوں نے تین وتر ایک سلام سے ادا کرنے پر بخاری و مسلم کی

ایک حدیث سے استدلال کیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں، کیونکہ اس حدیث کی وضاحت صحیح مسلم میں موجود ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ

مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ،
إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ.
”عشاء، جسے لوگ ’عتمہ‘ کہتے ہیں اور نماز فجر کے درمیان نبی کریم ﷺ
گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے

اور ایک وتر ادا کرتے۔“ (صحیح مسلم: 736/122)

یہ حدیث نص ہے کہ نبی ﷺ تین وتر دو سلام سے ہی ادا کرتے تھے، مضارع پر
”کان“ داخل ہو، تو مخالف قرینہ نہ ہونے کی صورت میں اسے استمرار پر محمول کیا جاتا
ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک وتر الگ پڑھنے کو آپ ﷺ کا دائمی عمل بتایا ہے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ.
”رسول اکرم ﷺ تین وتر ادا کرتے تھے۔“

(سنن النسائي: 1699)

سند ”ضعیف“ ہے۔ قنادہ ”مذلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْعِشَاءَ
دَخَلَ الْمَنْزِلَ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهُمَا رَكْعَتَيْنِ أَطْوَلَ
مِنْهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ فِيهِنَّ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ
جَالِسٌ، يَرْكَعُ وَهُوَ جَالِسٌ، وَيَسْجُدُ وَهُوَ قَاعِدٌ جَالِسٌ.
”رسول اکرم ﷺ عشاء کے بعد گھر داخل ہوتے، تو دو رکعتیں ادا کرتے،

پھر دو رکعتیں ان سے بھی لمبی پڑھتے اور ایک سلام سے تین وتر ادا کرتے۔
پھر بیٹھ کر دو رکعت ادا فرماتے، رکوع و سجود بھی بیٹھ کر ہی کرتے۔“

(مسند الإمام أحمد: 155/6 - 156)

سند حسن بصری رحمہ اللہ کے عنعنہ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

④ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ وَهَذَا وَتَرَأَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے اور سلام فقط آخری رکعت میں پھیرتے تھے، امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح وتر پڑھتے تھے۔ اہل مدینہ نے وتر کا یہ طریقہ انہی سے لیا ہے۔“

(المستدرک للحاکم: 304/1)

سند قتادہ رحمہ اللہ کے عنعنہ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَلَى عُلُوِّ قَدْرِهِ يُدَلِّسُ، وَيَأْخُذُ عَنْ كُلِّ أَحَدٍ .

”قتادہ رحمہ اللہ بلند قدر و منزلت کے باوجود تدلیس کرتے اور ہر طرح کے راویوں سے روایات لے لیتے تھے۔“

(المُستدرک على الصحيحين: 851)

⑤ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ بِسَبْعِ

اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ،
وَفِي الثَّالِثَةِ يَقُولُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَلَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ،
وَيَقُولُ يَعْنِي بَعْدَ التَّسْلِيمِ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، ثَلَاثًا.

”رسول اکرم ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ، دوسری میں سورت
کافرون اور تیسری میں سورت اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔ صرف آخری
رکعت میں سلام پھیرتے اور سلام کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِكِ

الْقُدُّوسِ پڑھتے تھے۔“ (سنن النسائي: 1702)

سند قنادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

فائدہ: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوترُ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ
لَا يُسَلِّمُ فِيهِنَّ حَتَّى يَنْصَرِفَ.

”رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے وقت آخر میں سلام پھیرتے۔“

(شرح مشكل الآثار للطحاوي: 11/368، ح: 4501، مسند الشاشي: 1432)

سند حفص بن غياث کے عنعنہ کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

⑥ ثابت بنانی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

قَالَ أَنَسُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! خُذْ مِنِّي، فَإِنِّي أَخَذْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنِ اللَّهِ، وَلَكِنْ تَأْخُذُ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي، قَالَ: ثُمَّ صَلِّ
بِیَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ صَلِّ سِتَّ رَكَعَاتٍ، يُسَلِّمُ بَيْنَ الرُّكْعَتَيْنِ، ثُمَّ

أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ، يُسَلِّمُ فِي آخِرِهِنَّ .
 ”سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابو محمد! مجھ سے سیکھ لیں، میں نے رسول ﷺ سے اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے سیکھا ہے، آپ کو سیکھنے کے لئے مجھ سے معتبر آدمی نہیں ملے گا۔ ثابت بنانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے عشاء کی نماز پڑھائی، پھر چھ رکعات نفل ادا کیے۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھے اور ان کے آخر میں سلام پھیرا۔“

(کنز العمال: 66/8، تاریخ ابن عساکر: 268/9)

سند ”ضعیف“ ہے۔ میمون بن عبد اللہ، ابو عبد اللہ ”مجهول“ ہے۔

(تقریب التہذیب لابن حجر: 7048)

لہذا اس سے حجت پکڑنا درست نہیں۔

④ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

صَلَّى مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُصَلِّيَ، حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ وَأَرَادَ الْوِتْرَ قَرَأَ بِسَبْحِ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى، وَقَرَأَ فِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، ثُمَّ قَعَدَ، ثُمَّ قَامَ، وَلَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُمَا بِالسَّلَامِ، ثُمَّ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ حَتَّى إِذَا فَرَغَ كَبَّرَ ثُمَّ قَنَتَ، فَدَعَا مِمَّا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُو ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ .

”جب تک اللہ نے چاہا نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی، رات کا آخری حصہ ہو گیا اور آپ نے وتر پڑھنے کا ارادہ کیا تو پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ اور دوسری میں سورت کافرون پڑھیں، پھر قعدہ کیا، قعدہ کے بعد سلام پھیرے

بغیر کھڑے ہو گئے تیسری رکعت میں سورت اخلاص پڑھی۔ قرأت سے فارغ ہوئے، تو تکبیر کہی اور قنوت پڑھی، جو اللہ نے چاہا دعا مانگی، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے گئے۔“

(الإستيعاب لابن عبد البر: 71/4، مصنف ابن أبي شيبة: 302/2)

من گھڑت ہے۔

۱۔ ابان بن عیاش ”کذاب اور متروک“ ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”متروک“ قرار دیا ہے۔ (تقریب التہذیب: 142)

نیز فرماتے ہیں:

صَعِيفٌ بِالْإِتِّفَاقِ . ”بالاتفاق ضعیف ہے۔“

(فتح الباری: 222/9، 239)

۲۔ ابراہیم نخعی مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

✽ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ، أَوْ تَرَوْا بِخَمْسٍ، أَوْ بِسَبْعٍ .

”نماز مغرب کے مشابہ تین وتر نہ پڑھیں، پانچ یا سات وتر ادا کر لیں۔“

(سنن الدارقطني: 24/2، ح: 1634، المستدرک للحاکم: 304/1، السنن الکبریٰ

للبيهقي: 31/3، وسنده صحيح)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کے راویوں کو ”ثقة“ کہا ہے۔

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (2429) نے صحیح قرار دیا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ

نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

”نماز مغرب کے مشابہ تین وتر نہ پڑھیں“ کا مطلب یہ ہے کہ تین وُتروں میں دو کے بعد سلام پھیر دیں یا دوسری رکعت میں تشہد کیے بغیر تیسری کے لیے کھڑے ہو جائیں، مشابہت ختم ہو جائے گی۔ یوں قوی اور فعلی دونوں طرح کی احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ :

بعض سلف ایک سلام سے تین وتر جائز سمجھتے تھے۔

① ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں :

صَلَّى بِي أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْوِتْرَ أَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَأُمُّ وَلَدِهِ خَلَفْنَا، ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ، لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ، ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَعْلَمَنِي .

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین وتر پڑھائے۔ میں ان کی دائیں جانب تھا اور ان کی لونڈی ہمارے پیچھے تھی۔ آپ نے صرف آخر میں سلام پھیرا۔ شاید مجھے سکھانا چاہ رہے تھے۔“

(شرح معاني الآثار للطحاوي: 294/1، وسنده حسن)

② سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي لَمْ أُوتِرْ فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

”سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تدفین رات کو ہوئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے وتر رہ گئے تھے، آپ وہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے، تو ہم نے آپ کے پیچھے صف بنا لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھائے اور آخر میں سلام پھیرا۔“

(شرح معاني الآثار للطحاوي: 393/1، وسنده حسن إن سمع ابن السَّبَّاق من المسور)

③ ثابت بنانی ﷺ ہی بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے تین وتر پڑھے اور آخر میں سلام پھیرا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 294/2، وسندہ صحیح)

④ ابواسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَصْحَابُ عَلِيٍّ، وَأَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ لَا يُسَلِّمُونَ فِي رَكْعَتِي الْوُتْرِ .

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد تین وتر ادا کرتے

تو دو کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 295/2، وسندہ صحیح)

⑤ مکحول رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيْنِ .

”آپ رضی اللہ عنہ تین وتر پڑھتے، سلام صرف آخر میں پھیرتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 294/2، وسندہ صحیح)

⑥ ابوالزناد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَثْبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْوُتْرَ بِالْمَدِينَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا،

لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

”عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فقہاء کے مشورہ سے مدینہ میں تین وتر مقرر کیے،

سلام صرف آخر میں پھیرا جاتا۔“

(شرح معاني الآثار للطحاوي : 296/1، وسندہ حسن)

④ عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يُوترُ بِثَلَاثٍ لَا يَجْلِسُ فِيهِنَّ، وَلَا يَتَشَهَّدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ.

”آپ تین وتر پڑھتے، تو صرف آخر میں تشهد کرتے۔“

(المستدرک للحاکم: 305/1، السنن الکبریٰ للبیہقی: 29/3، وسندہ حسن)

① ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَلَّمُونَا أَنَّ
الْوِتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، غَيْرَ أَنَّا نَقْرَأُ فِي الثَّلَاثَةِ، فَهَذَا وَتْرُ
اللَّيْلِ، وَهَذَا وَتْرُ النَّهَارِ.

”ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سکھایا ہے کہ نماز وتر نماز مغرب کی طرح ہی
ہے، البتہ ہم (وتر کی) تیسری رکعت میں قرأت کرتے ہیں، لہذا یہ رات
کے وتر ہیں اور نماز مغرب دن کے وتر۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی: 293/1، وسندہ حسن)

ایک سلام سے تین وتر کا طریقہ یہ ہے کہ درمیان میں تشهد نہ بیٹھیں، ورنہ مغرب
سے مشابہت لازم آئے گی، جو کہ منع ہے، اسی طرح یہ مشابہت یوں بھی ختم ہو جاتی ہے
کہ باجماعت نماز وتر کی تیسری رکعت میں اونچی قرأت کی جاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ السَّبْعَةِ، سَعِيدِ
بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَخَارِجَةَ بِنِ زَيْدٍ وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَسَلَيْمَانَ
بْنَ يَسَارٍ فِي مَشِيخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلُ فِقْهِ وَصَلَاحٍ وَفَضْلٍ وَرُبَّمَا
اِخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا، فَكَانَ

مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلَى هَذِهِ الصِّفَةِ : أَنَّ الْوَتَرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلَّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ فَهَذَا مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ وَعُلَمَائِهِمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْوَتَرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلَّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

”ابوالزناد رحمہ اللہ فقہائے سبعہ، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبد الرحمن، خارجہ بن زید، عبید اللہ بن عبد اللہ، سلیمان بن یسار رحمہ اللہ اور دیگر اہل صلاح و فضل فقہاء کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ بزرگ کسی مسئلہ میں اختلاف کرتے، تو صائب الرائے اور افضل کے قول پر عمل کیا جاتا۔ جو مسائل میں نے ان سے یاد کئے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وتر تین ہیں، جن میں سلام فقط آخر میں پھیرا جائے گا، فقہائے مدینہ کا اجماع ہے کہ تین وٹروں کے آخر میں ہی سلام پھیرا جائے گا۔“

(شرح معاني الآثار للطحاوي: 297/1)

سند ”ضعیف“ ہے۔ ابوالعوام محمد بن عبد اللہ بن عبد الجبار مرادی کے حالات نہیں مل سکے۔

حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرِ مَنْ تَرَجَمَهُ .

”میرے مطابق کسی نے اس کے حالات ذکر نہیں کیے۔“

(كشف الأستار، ص 23)

② حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوَتَرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلَّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین ہیں اور سلام صرف آخر میں ہے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 294/2)

جھوٹی روایت ہے۔

۱۔ عمرو بن عبید ”کذاب“ اور ”متروک“ ہے۔

امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ مَتْرُوكَ الْحَدِيثِ . ”متروک الحدیث تھا۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 237/6)

امام یونس بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

يَكْذِبُ فِي الْحَدِيثِ . ”حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 246/6)

حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حمید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

لَا تَأْخُذْ عَنْ هَذَا شَيْئًا، فَإِنَّهُ يَكْذِبُ عَلَى الْحَسَنِ .

”اس سے روایت نہ لیں۔ یہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 246/6)

۲۔ حفص بن غیاث ”مذلس“ ہیں۔

۳۔ صحیح احادیث و آثار کے خلاف اجماع نہیں ہو سکتا۔

۴۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وتر میں دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة: 292/2، وسندہ صحیح)

وتروں کے بعد دو رکعت کا ثبوت:

وتر کے بعد دو رکعت کا جواز ہے۔

① سیدنا ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ، عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رُكْعَةً، يُصَلِّي ثَمَانَ رُكْعَاتٍ، ثُمَّ يُوتِرُ، ثُمَّ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ، ثُمَّ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ بَيْنَ النَّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ.

”میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ کا قیام اللیل کیا تھا؟ فرمایا: تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے، آٹھ کے بعد وتر ادا کرتے، اس کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ رکوع کھڑے ہو کر کرتے، پھر اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی دو سنتیں ادا کرتے۔“

(صحیح مسلم: 738)

حدیث دلیل ہے کہ وتروں کے بعد نوافل پڑھنا جائز ہے۔

② سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے بارے میں بتائیں، کہا:

ہم آپ کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتیں، اللہ کی مشیت سے آپ بیدار ہوتے، مسواک کرتے، وضو فرماتے اور نو رکعات اس طرح ادا کرتے کہ آٹھویں رکعت کے بعد تشهد بیٹھتے، پھر اللہ کا ذکر کرتے، اس کی تعریف فرماتے اور دعا کرتے پھر ہمیں سنا کر سلام پھیرتے۔

ثُمَّ يُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ.

”وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعت ادا کرتے۔“

(صحیح مسلم: 746، مسند الإمام أحمد: 54، 53/6، سنن أبي داود: 1342،

1345، سنن النسائي: 1719، 1725، سنن الترمذي: 445، سنن ابن ماجه: 1191)

③ ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک وتر پڑھتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے، ان میں قرأت کرتے، رکوع کا ارادہ فرماتے، تو کھڑے ہو کر رکوع کرتے۔“

(سنن ابن ماجہ: 1196، وسندہ صحیح و أصله في صحيح مسلم: 746)

④ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا السَّفَرَ جَهْدٌ وَثَقْلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ فَإِنْ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتْ لَهُ.

”ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر مشقت اور بوجھ ہے۔ وتر پڑھنے والے کو چاہیے کہ بعد میں دو نفل ادا کر لے، تہجد کے لئے بیدار ہو جائے، تو درست، ورنہ یہ دو رکعت کافی ہیں۔“

(سنن الدارمی: 1602، سنن الدارقطنی: 1665، شرح معانی الآثار للطحاوی:

341/1، وسندہ حسن)

اسے ابن خزیمہ (1606) اور امام ابن حبان رحمہم اللہ (2577) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وتروں کے بعد دو رکعت ادا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ نہیں۔

✽ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا.

”رات کی آخری نماز وتر بنائیں۔“

(صحیح البخاری: 998، صحیح مسلم: 571)

یہ مستحب ہے یا اس کا مطلب ہے کہ وتر عشاء سے پہلے نہ پڑھیں، حدیث ثوبان میں دو رکعت پڑھنے کا حکم بھی استحباً ہی ہے، لہذا وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا جائز ہے۔

✿ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

”منوع اوقات کے علاوہ ہر وقت نماز جائز ہے، طلوع آفتاب، زوال اور غروب آفتاب کے وقت آپ ﷺ نے نماز سے منع فرمایا، باقی اوقات میں نماز مطلقاً مباح ہے۔ بلا دلیل ان اوقات میں نماز سے روکنا جائز نہیں، و تروں کے بعد دو رکعت کی ممانعت پر بھی کوئی دلیل نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا و تروں کے بعد نماز ادا کرنا دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان: اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ وَتَرًا اختیاری ہے، وجوبی نہیں، ہمارے نزدیک مستحب یہ ہے کہ وتر آخری نماز ہو، اس طرح دونوں احادیث پر عمل ہو جائے گا۔“

(الأوسط: 202/5)

⑤ ابو جبر رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْوُتْرِ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ .

”آپ رحمہ اللہ وتر کے بعد صرف دو رکعت پڑھتے تھے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 283/2، وسنده صحيح)

سواری پر وتر

سنت رسول ﷺ:

رسول اللہ ﷺ سے سواری پر وتر ادا کرنا ثابت ہے:

① سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ،
حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ، يَوْمِي إِيْمَاءً، صَلَاةَ اللَّيْلِ، إِلَّا الْفَرَائِضَ،
وَيُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

”سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا، نبی ﷺ اشارے سے اس پر نماز پڑھ
لیتے۔ وتر بھی سواری پر ادا فرماتے۔“

(صحیح البخاری: 1000، صحیح مسلم: 700)

② سعید بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَقَالَ سَعِيدٌ:
فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ، فَأَوْتَرْتُ، ثُمَّ لَحِقْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ: خَشِيتُ الصُّبْحَ، فَنَزَلْتُ،
فَأَوْتَرْتُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، وَاللَّهِ! قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ.

”میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا۔ مجھے خدشہ
ہوا کہ صبح صادق طلوع ہونے والی ہے، میں سواری سے اتر ا اور وتر ادا کر
لئے، پھر میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جا ملا۔ انہوں نے پوچھا: کہاں
رہ گئے تھے؟ عرض کیا: صبح صادق طلوع ہونے کا خدشہ ہوا، تو میں نے
سواری سے اتر کر وتر ادا کر لئے، فرمایا: کیا رسول ﷺ کا عمل اسوہ حسنہ
نہیں؟ عرض کیا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر

ادا کر لیتے تھے۔“

(صحیح البخاری: 999، صحیح مسلم: 36/700)

③ نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَيُوتِرُ عَلَيْهَا، وَيُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ.
”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سواری پر نفل پڑھ لیتے اور وتر بھی اسی پر ادا کرتے اور کہتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کیا کرتے تھے۔“

(صحیح البخاری: 1095، صحیح مسلم: 700)

④ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ.
”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر وتر ادا کر لیتے تھے۔“

(السَّنَنِ الْكَبْرَى لِلْبَيْهَقِيِّ: 6/2، وسندهٌ صحیح)

سواری پر وتر اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

✽ جریر بن حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ لِنَافِعٍ: أَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ؟ قَالَ: وَهَلْ لِلْوَتْرِ فَضِيلَةٌ عَلَى سَائِرِ التَّطَوُّعِ؟ إِي، وَاللَّهِ! لَقَدْ كَانَ يُوتِرُ عَلَيْهَا.
”نافع رضی اللہ عنہ سے میں نے پوچھا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر وتر ادا کرتے تھے؟ کہا: کیا وتر کو باقی نوافل پر کوئی فضیلت ہے؟ اللہ کی قسم! وہ سواری پر وتر ادا کرتے تھے۔“

(السَّنَنِ الْكَبْرَى لِلْبَيْهَقِيِّ: 6/2، وسندهٌ صحیح)

امام عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَلِكَ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر وتر ادا کرتے تھے۔“

(السَّنَنِ الْكَبْرَىٰ لِلنَّسَائِي: 456/1، تهذيب الآثار للطبري: 542/1، وسنده صحيح)

سالم رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ كَانَ يُصَلِّي فِي اللَّيْلِ، وَيُوتِرُ رَاكِبًا عَلَى بَعِيرِهِ، لَا

يُبَالِي حَيْثُ وَجَّهَهُ .

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو نماز ادا فرماتے، تو سواری پر ہی وتر ادا کر

لیا کرتے تھے، اس کا رخ جس طرف بھی ہوتا۔“

(مسند الإمام أحمد: 105/2، وسنده صحيح)

سواری پر نماز وتر کی ادائیگی اور فقہائے اُمت:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے:

كَانَ الْحَسَنُ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يُوتِرَ الرَّجُلُ عَلَى رَاحِلَتِهِ .

”حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سواری پر وتر ادا کرنا معیوب نہیں سمجھتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 304/2، وسنده حسن)

امام موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

قَدْ رَأَيْتُ أَنَا سَالِمًا يَصْنَعُ ذَلِكَ .

”میں نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سواری پر وتر ادا کرتے دیکھا۔“

(مسند الإمام أحمد: 105/2، وسنده صحيح)

نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ .

”نافع رضی اللہ عنہ اونٹ پر وتر ادا کر لیتے تھے۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 304/2، وسنده صحيح)

سفیان بن سعید ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَعْجَبُ إِلَيَّ أَنْ يُوتِرَ عَلَى الْأَرْضِ، وَأَيُّ ذَلِكَ فَعَلَ، أَجْزَأَهُ .

”مجھے زمین پر وتر پڑھنا زیادہ پسند ہے، مگر جیسے بھی پڑھ لیے جائیں، جائز ہیں۔“

(تہذیب الآثار [مسند ابن عباس] للطبري: 545/1، وسنده صحيح)

امام شافعی رضی اللہ عنہ سواری پر وتر جائز سمجھتے تھے۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَدْ ذَهَبَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ إِلَى هَذَا، وَرَأَوْا أَنْ يُوتِرَ الرَّجُلُ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَبِهِ يَقُولُ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ .

”اس حدیث پر بعض صحابہ اور دیگر اہل علم کا عمل ہے۔ وہ سواری پر وتر ادا کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا

یہی مذہب ہے۔“ (سنن الترمذی، تحت الحديث: 472)

صالح بن احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبِي: يُوتِرُ الرَّجُلُ عَلَى بَعِيرِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَدْ أَوْتَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعِيرِهِ .

”والد گرامی سے میں نے پوچھا کہ اونٹ پر وتر ادا کئے جاسکتے ہیں؟ فرمایا:

جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر وتر ادا کئے ہیں۔“

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح: 257/2، الرقم: 859)

امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
السُّنَّةُ الْوُتْرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ .
”سفر میں سواری پر وتر ادا کرنا سنت ہے۔“

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راہویہ للكوسج: 650/2، الرقم: 297)

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے سواری پر وتر والی حدیث بیان کی، تو اُن سے پوچھا گیا:
تَأْخُذُ بِهِ؟ ”آپ کا فتویٰ اس حدیث کے مطابق ہے؟ فرمایا:
جی ہاں!“ (سنن الدارمی: 991/2)

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:
الصَّوَابُ مِنَ الْقَوْلِ فِي الْوُتْرِ رَاكِبًا، قَوْلُ مَنْ أَجَازَهُ، لِمَعَانٍ :
أَحَدُهَا صِحَّةُ الْخَبَرِ الْوَارِدِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ، وَهُوَ الْإِمَامُ الْمُقْتَدَى بِهِ .
”سواری پر وتر کے مسئلہ میں درست موقف انہیں کا ہے، جو اسے جائز کہتے
ہیں، اس کی کئی وجوہات ہیں۔ سواری پر وتر کے بارے میں صحیح احادیث
موجود ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اقتدا کی جانی چاہیے۔“

(تہذیب الآثار للطبری: 545/5)

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ (۳۱۱ھ) حدیث ابن عمر پر تبویب فرماتے ہیں:
بَابُ إِبَاحَةِ الْوُتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ .

”سواری پر وتر جائز ہیں۔“ (صحیح ابن خزیمہ: 249/2)

امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

ذِكْرُ الْوَتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ، ثَبَتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ .
 ”سواری پر وتر ادا کرنے کا بیان۔ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر
 وتر ادا کرتے تھے۔“

(الأوسط: 201/5)

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) نے باب قائم کیا ہے:
 بَابُ جَوَازِ الْوَتْرِ جَالِسًا، وَعَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ .
 ”بیٹھ کر اور سواری پر وتر ادا کرنا جائز ہے۔“

(خُلاصة الأحكام: 562/1)

احناف کا موقف :

فقہ حنفی میں ہے:

لَا يَجُوزُ أَنْ يُوتِرَ عَلَى رَاحِلَتِهِ . ”سواری پر وتر ادا کرنا جائز نہیں۔“
 (فتاویٰ عالمگیری: 1/111، البناية شرح الهداية للعيني: 2/477، البحر الرائق لابن
 نجيم الحنفي: 2/41)

بعض اعتراضات اور تاویلات کا جواب :

قارئین نے ملاحظہ کیا کہ سواری پر وتر ادا کرنا نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔ سیدنا
 عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت سمجھ کر اس پر عمل پیرا تھے۔ ائمہ دین اور فقہائے امت نے اسے
 سنت رسول ہی بتایا ہے۔ بعض اعتراضات کا جواب ملاحظہ ہو۔

اعتراض نمبر ①:

سعید بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَقَالَ سَعِيدٌ :
فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ، فَأَوْتَرْتُ، ثُمَّ لَحِقْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ
اللَّهِ بْنِ عُمَرَ : أَيْنَ كُنْتَ؟، فَقُلْتُ : خَشِيتُ الصُّبْحَ، فَنَزَلْتُ،
فَأَوْتَرْتُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ : أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ فَقُلْتُ : بَلَى، وَاللَّهِ! قَالَ : فَإِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ .

”میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا۔ مجھے خدشہ
ہوا کہ صبح صادق طلوع ہونے والی ہے، میں سواری سے اتر ا اور وتر ادا کر
لئے، پھر میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جا ملا۔ انہوں نے پوچھا: کہاں
رہ گئے تھے؟ عرض کیا: صبح صادق طلوع ہونے کا خدشہ ہوا، تو میں نے
سواری سے اتر کر وتر ادا کر لئے، فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ کا عمل اسوہ حسنہ
نہیں؟ عرض کیا: اللہ کی قسم! کیوں نہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر
ادا کر لیتے تھے۔“

(صحیح البخاری: 999، صحیح مسلم: 36/700)

علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

أَمَّا ابْنُ عُمَرَ، فَالْجَوَابُ عِنْدِي أَنَّهُ مِمَّنْ لَّمْ يَكُنْ يُفَرِّقُ بَيْنَ الْوُتْرِ
وَصَلَاةِ اللَّيْلِ، وَكَانَ يُطْلِقُ الْوُتْرَ عَلَى الْمَجْمُوعِ، فَيُمْكِنُ أَنْ
يَكُونَ مَا ذَكَرَهُ مِنْ وَتْرِهِ عَلَى الدَّابَّةِ، هِيَ صَلَاةُ اللَّيْلِ .

”رہے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، تو جواب یہ ہے کہ وہ تو تہجد اور وتر میں فرق

ہی نہیں کرتے تھے۔ وہ قیام اللیل کے لئے وتر کا لفظ استعمال کرتے تھے۔
ممکن ہے انہوں نے سواری پر وتر کا جو ذکر کیا ہے، اس سے تہجد مراد ہو۔“

(فیض الباری: 194/3)

فہم صحابی پر بدگمانی دیکھ کر افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس مسئلے میں شاہ صاحب علمی معیار سے بہت نیچے آ گئے ہیں۔ یہ احادیث بول بول کر بتا رہی ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہاں وتر اور تہجد کو نہ خود ایک سمجھا، نہ اپنے شاگرد سعید بن یسار رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شمار کیا، بلکہ ان کی مراد سراسر اصطلاحی وتر تھی۔ یہ بات ادنیٰ غور و فکر سے سمجھ آ سکتی ہے۔ سعید بن یسار رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے استفسار پر بتایا تھا:

خَشِيتُ الصُّبْحَ، فَزَلْتُ، فَأَوْتَرْتُ.

”طلوع فجر کا خدشہ ہوا، تو میں نے سواری سے اتر کر و تر ادا کر لیے۔“

اتنا تھوڑا وقت ہے کہ صبح صادق کے طلوع ہونے کا خدشہ ہے، ایسے عالم میں تہجد ادا کی جاسکتی ہے؟ حدیث رسول ﷺ کا فیصلہ کیا ہے:

إِنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ: مَثْنِي مَثْنِي، فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ.

”دوران خطبہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا، کہا: تہجد کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا: دو دو رکعت، صبح کا خدشہ ہو، تو ایک وتر پڑھ لیں۔“

(صحیح البخاری: 473، صحیح مسلم: 749)

ثابت ہوا کہ صبح صادق طلوع ہونے کے قریب ہو، تو اصطلاحی وتر ہی ادا کیے جاتے ہیں۔ خود رسول اکرم ﷺ نے ایک وتر پڑھنے کا حکم دیا ہے، لیکن بعض لوگ اسے

بھی تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ اس حدیث کے راوی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، بھلا وہ کیسے سعید بن یسار کے اصطلاحی وتر کو تہجد سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے تھے؟ فہم کی ایسی غلطی میں تو کوئی ادنیٰ شعور رکھنے والا عام آدمی بھی مبتلا نہیں ہو سکتا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اکرم ﷺ کی نماز تہجد اور وتر دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے، گویا آپ نے صراحت فرمادی، کیا اب بھی یہ بہانہ تسلیم کر لیا جائے گا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تہجد اور وتر، دونوں کو وتر کہتے تھے۔

تیسرے یہ کہ ہماری ذکر کردہ تیسری روایت میں نافع رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ وتر سواری پر ادا کرتے تھے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نافع رضی اللہ عنہ بھی تہجد کو وتر کہتے تھے؟

چوتھی بات یہ کہ احناف کے متقدمین علما کو اقرار ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سواری پر اصطلاحی وتر ہی ادا کیے تھے۔ آئندہ اعتراض کے ضمن میں امام طحاوی رضی اللہ عنہ کا یہ اعتراف آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کے سواری پر وتر سے مراد تہجد لینا کشمیری صاحب کی خطا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق ان سے پہلے کسی نے ایسا نہیں کہا۔

پانچویں بات یہ کہ سعید بن یسار تابعی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث سن کر کوئی معارضہ نہیں کیا اور یہ نہیں کہا کہ میں نے تو وتر ادا کیا ہے، جبکہ آپ کی بیان کردہ حدیث کے مطابق تو رسول اکرم ﷺ سواری پر وتر نہیں، بلکہ تہجد کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ائمہ دین اور فقہائے امت کا فہم اس پر مستزاد ہے۔

امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق بن راہویہ، امام ابن خزمیہ وغیرہم رحمہم اللہ علاوہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے سواری پر وتر کو بَابُ الْوُتْرِ عَلَی الدَّابَّةِ (سواری پر وتر پڑھنے کا بیان) کی تبویب کر کے اصطلاحی وتر ہی سمجھا ہے۔ امام

بخاری رحمہ اللہ کے اجتہاد اور ان کی فقاہت کا اعتراف کرتے ہوئے خود انور شاہ کشمیری صاحب نے لکھا ہے:

إِنَّهُ لَيْسَ بِمُقَلِّدٍ لِلْأَحْنَافِ وَالشَّافِعِيَّةِ .
 ”امام بخاری رحمہ اللہ حنفی یا شافعی مقلد نہیں تھے۔“

(العرف الشذی: 1/106)

ان احادیث میں وتر سے اصطلاحی وتر ہی مراد ہے، مجتہدین امت کا یہی فیصلہ ہے، ایسا نہیں کہ ہم احناف کی مخالفت میں یہ کہہ رہے ہیں۔ جن محدثین نے احادیث پر فقہی تبویب کی ہے، سب نے اس حدیث سے اصطلاحی وتر ہی مراد لیا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سعید بن یسار سے فرمایا تھا:

أَمَّا لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ .
 ”کیا سنت رسول ﷺ آپ کے لئے اسوہ حسنہ نہیں؟“

اعتراض نمبر ۲:

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مَا رَوَى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَتْرِهِ عَلَى الرَّاحِلَةِ كَانَ ذَلِكَ مِنْهُ قَبْلَ تَأْكِيدِهِ إِيَّاهُ، ثُمَّ أَكَّدَهُ مِنْ بَعْدِ نَسْخِ ذَلِكَ .

”سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو رسول اللہ ﷺ کا سواری پر وتر بیان کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ وتر کی تاکید سے پہلے کا واقعہ ہو، نسخ کے بعد

آپ ﷺ نے وتر کی تاکید کر دی ہو۔“ (شرح معانی الآثار: 1/430)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ امام طحاوی رحمہ اللہ کے بارے میں کہتے ہیں:

لَكِنَّهُ يُكْثِرُ مِنْ ادِّعَاءِ النَّسْخِ بِالْإِحْتِمَالِ .
 ”محض احتمال کی بنا پر وہ اکثر نسخ کا دعویٰ کر جاتے ہیں۔“

(فتح الباری: 487/9)

احادیث کی دور از کار تاویل کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ پہلی بات کہ نماز وتر کو واجب قرار دینا بے حقیقت ہے۔ دلائل شرعیہ یہی بتاتے ہیں کہ نماز وتر نفل ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ وتر کی تاکید کب ہوئی؟ جب تک قرآن و شواہد سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کون سا معاملہ پہلے کا اور کون سا بعد کا ہے، اس وقت تک نسخ کا دعویٰ ہی درست نہیں۔
 امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ دَعْوَى النَّسْخِ فِيمَا رُوِيَ فِي ذَلِكَ، بِمَا رُوِيَ فِي تَأْكِيدِ الْوُتْرِ، مِنْ غَيْرِ تَارِيخٍ، وَلَا سَبَبٍ، يَدُلُّ عَلَى النَّسْخِ .
 ”یہ جائز نہیں کہ آپ تاکید وتر والی حدیث دیکھ کر سواری پر وتر والی حدیث کو منسوخ کہہ دیں۔ اس دعویٰ پر وقت کا علم، تاریخ یا سبب موجود نہیں۔“

(معرفة السنن والآثار: 448/3)

نیز فرماتے ہیں:

مَا رُوِيَ فِي تَأْكِيدِ الْوُتْرِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ أَوَّلُ مَا شَرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوُتْرَ، وَإِنَّمَا صَلَّاهَا عَلَى الرَّاحِلَةِ، بَعْدَ مَا شَرَعَهَا، وَأَخْبَرَ أُمَّتَهُ بِأَمْرِهِمْ بِهَا، إِنَّ ثَبَتَ الْحَدِيثُ عَنْهُ، فَكَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ نَاسِخًا لِمَا صَنَعَ فِيهَا بَعْدَهُ؟

”وتر کی تاکید کے بارے میں مروی احادیث اگر صحیح ہیں، تو ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل آغاز کی بات ہے، سواری پر وتر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کی مشروعیت اور تاکید کے بعد پڑھے ہیں۔ پھر یہ تاکید آپ ﷺ کے بعد والے عمل (سواری پر وتر) کو کیسے منسوخ کر سکتی ہے؟۔“

(معرفۃ السنن والآثار: 447/3)

اہل عقل و نظر انصاف کریں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو نبی اکرم ﷺ کا سواری پر وتر ادا کرنا امت کو بیان کرتے ہیں، وہ خود آپ ﷺ کی وفات کے بعد سواری پر وتر ادا کرتے تھے اور اسے اسوہ حسنہ قرار دے کر دوسروں کو اس کی تاکید بھی کرتے تھے۔ اگر سواری پر وتر ادا کرنا منسوخ تھا، تو انہیں علم کیوں نہ ہوا؟ امام طحاوی رحمہ اللہ سے پہلے، سوا تین سو سال تک، کسی امام و فقیہ نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ سواری پر وتر ادا کرنا منسوخ ہے۔ اس پر مستزاد کہ بیہقی رحمہ اللہ جیسے محدث شہیر نے اس کا سختی سے علمی رد بھی کر دیا ہے۔ علامہ عبد الحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

فِيهِ نَظَرٌ لَا يَخْفَى، إِذْ لَا سَبِيلَ إِلَى اثْبَاتِ النَّسْخِ بِالِاحْتِمَالِ مَا لَمْ يُعْلَمْ ذَلِكَ بِنَصٍّ وَارِدٍ فِي ذَلِكَ .
”یہ بات دلیل کی محتاج ہے، نسخ کبھی بھی احتمال سے ثابت نہیں ہوتا، جب تک اس بارے میں قرآن و سنت کی واضح تعلیمات معلوم نہ ہو جائیں۔“

(التعليق الممجّد: 133)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَيُوتِرُ بِالْأَرْضِ، وَيَزْعَمُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ .
”وہ سواری پر نماز پڑھتے، پھر وتر زمین پر پڑھتے اور بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا کرتے تھے۔“

(شرح معاني الآثار للطحاوي: 429/1، وسندہ صحيح)

ایسا کرنا جائز ہے۔ سواری پر وتر ادا کیے جائیں یا زمین پر، دونوں صورتیں بالکل درست ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس عمل کو سواری پر وتر کے خلاف پیش کرنا دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں، ہم اس سلسلے میں بہت سی روایات پیش کر چکے ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی شبہ ہو تو یہ روایت پڑھ لیں۔

نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ رُبَّمَا أَوْتَرَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَرُبَّمَا نَزَلَ.

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کبھی سواری پر وتر ادا فرماتے اور کبھی اتر کر۔“

(تہذیب الآثار للطبری: 541/1، سنن الدارقطنی: 339/2، وسندہ صحیح)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری سے اتر کر وتر ادا کرنا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ وہ سواری پر وتر کو ناجائز سمجھتے تھے، خود ان سے سواری پر وتر ادا کرنا بھی ثابت ہے، وہ حدیث رسول کی روشنی میں دونوں صورتوں کو جائز سمجھتے تھے۔

امام ابن منذر رضی اللہ عنہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا نَزُولُ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَاحِلَتِهِ حَتَّى أَوْتَرَ بِالْأَرْضِ، فَمِنْ الْمُبَاحِ، إِنْ شَاءَ الَّذِي يُصَلِّي الْوُتْرَ صَلَّى عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَإِنْ شَاءَ صَلَّى عَلَى الْأَرْضِ، أَيْ ذَلِكَ فَعَلَ يُجْزِيهِ، وَقَدْ فَعَلَ ابْنُ عُمَرَ الْفَعْلَيْنِ جَمِيعًا، رَوَيْنَا عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ رُبَّمَا أَوْتَرَ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَرُبَّمَا نَزَلَ، وَالْوُتْرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ جَائِزٌ، لِلثَّابِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَوْتَرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، وَيَدُلُّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّ الْوُتْرَ تَطَوُّعٌ، خِلَافَ قَوْلِ مَنْ شَدَّ عَنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَخَالَفَ

السُّنَّةُ، فَرَعَمَ أَنَّ الْوِتْرَ فَرَضٌ .

”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری سے اُتر کر وِتر ادا کرنا جواز کی دلیل ہے۔ وِتر پڑھنے والا چاہے، تو سواری پر پڑھ لے اور چاہے تو اُتر کر۔ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دونوں طرح سے وِتر پڑھے ہیں۔ ہمیں یہ روایت ملی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کبھی سواری پر وِتر ادا فرماتے اور کبھی اُتر کر۔ سواری پر وِتر ادا کرنا نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی بنا پر جائز ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وِتر نفل ہے، جن لوگوں نے اہل علم اور سنت کی مخالفت میں وِتر کو فرض سمجھا ہے، یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔“

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: 247/5)

امام طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِاللَّيْلِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ نَزَلَ، فَأَوْتَرَ عَلَى الْأَرْضِ، فَإِنَّهُ لَا حُجَّةَ فِيهِ لِمُحْتَجِّ بِأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى جَائِزًا لِلْمَرْءِ أَنْ يُوتِرَ رَاكِبًا، وَأَنَّهُ كَانَ يَرَى أَنَّ الْوِتْرَ فَرَضٌ كَسَائِرِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ جَائِزٌ أَنْ يَكُونَ نَزُولُهُ لِلْوِتْرِ إِلَى الْأَرْضِ كَانَ اخْتِيَارًا مِنْهُ ذَلِكَ لِنَفْسِهِ، وَطَلَبًا لِلْفَضْلِ لَا عَلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ عِنْدَهُ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ الَّذِي لَا يَجُوزُ غَيْرُهُ، هَذَا لَوْ لَمْ يَكُنْ وَرَدَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِخِلَافِ ذَلِكَ خَبَرٌ، فَكَيْفَ وَالْأَخْبَارُ عَنْهُ بِخِلَافِ ذَلِكَ مِنَ الْفِعْلِ مُتَظَاهِرَةٌ؟

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو روایت ہے کہ وہ رات کو نفل سواری پر ادا فرماتے اور وتر کا ارادہ فرماتے، تو زمین پر ادا کرتے، اس میں کسی کے لیے یہ دلیل نہیں کہ وہ سواری پر وتر کو ناجائز سمجھتے ہوئے ایسا کرتے تھے یا وہ وتر کو فرض سمجھتے تھے، بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے زمین پر اتر کر زیادہ ثواب کے لیے ایسا کرتے تھے، اس لیے نہیں کہ وہ اسے ضروری سمجھتے تھے۔ اگر ان سے اس کے خلاف کوئی بات ثابت نہ ہو، تو بھی اس روایت سے یہی ثابت ہوگا، جبکہ ان کی بہت سی روایات اس کے خلاف جا رہی ہیں۔“ (تہذیب الآثار: 541/1)

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ذَكَّرْنَا وَتَرَّ عَلَيَّ وَأَبْنِ عُمَرَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَزُولُ ابْنِ عُمَرَ لِيُوتِرَهُ لَا يَرَفَعُ جَوَازَهُ عَلَى الرَّاحِلَةِ. ”ہم ذکر کر چکے کہ سیدنا علی اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سواری پر وتر ادا کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سواری سے اتر کر وتر ادا کرنا سواری پر وتر ادا کرنے کے منافی نہیں۔“

(معرفة السنن والآثار: 448/3)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

وَتَرَّهُ عَلَى الْأَرْضِ فِيمَا لَا يَنْفِي أَنْ يَكُونَ قَدْ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَيْضًا، ثُمَّ جَاءَ سَالِمٌ وَنَافِعٌ وَأَبُو الْحُبَابِ، فَأَخْبَرُوا عَنْهُ أَنَّكَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

”ابن عمر رضی اللہ عنہما کا زمین پر وتر ادا کرنا اس بات کی نفی نہیں کرتا کہ وہ سواری پر

بھی وتر پڑھتے تھے۔ پھر سالم، نافع اور ابوالحباب نے بیان کر دیا ہے کہ وہ سواری پر وتر ادا کرتے تھے۔“ (شرح معانی الآثار: 430/1)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

”امام طحاوی رحمہ اللہ نے اہل کوفہ سے ذکر کیا ہے کہ سواری پر وتر نہ پڑھے جائیں۔ یہ بات سنت نبوی کے خلاف ہے۔ بعض لوگوں نے امام مجاہد کی اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے سواری سے اتر کر زمین پر وتر ادا کیے۔ لیکن یہ سواری پر وتر کے خلاف نہیں، کیونکہ زمین پر وتر ادا کرنا بالاتفاق افضل ہے۔“

(فتح الباری: 488/2)

اعتراض نمبر ③:

مفتی تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

”امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ وتر کو قدرت علی القیام کی صورت میں قاعداً (بیٹھ کر) پڑھنا جائز نہیں، جس کا تقاضا ہے کہ وتر علی الراجلہ (سواری پر) بطریق اولیٰ ناجائز ہو، کیونکہ راجلہ (سواری) پر نماز نہ صرف قیام سے، بلکہ استقبال قبلہ اور قعود (بیٹھنے) کی ہیئت مسنونہ سے بھی خالی ہوتی ہے۔“ (تقریر ترمذی: 244/1)

جب نبی کریم ﷺ نے سواری پر نماز وتر ادا کی ہے، تو پھر اس قسم کے اعتراضات کی کوئی علمی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

اعتراض نمبر ④:

علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (۸۶۱ھ) کہتے ہیں:

إِنَّهُ وَاقِعَةٌ حَالٍ، لَا عُمُومَ لَهَا، فَيَجُوزُ كَوْنُ ذَلِكَ لِعُذْرٍ، وَالِاتِّفَاقُ عَلَى أَنَّ الْفَرَضَ يُصَلِّي عَلَى الدَّابَّةِ لِعُذْرِ الطَّيْنِ وَالْمَطَرِ وَنَحْوِهِ .
 ”یہ خاص واقعہ ہے، اس میں عموم نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی عذر کی بنا پر سواری پر وتر ادا کیا ہو اور اس بات پر اتفاق ہے کہ کیچڑ اور بارش کی مجبوری میں فرائض سواری پر ادا کیے جاسکتے ہیں۔“

(فتح القدیر: 371/1)

راوی حدیث، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری پر وتر کو اسوہ حسنہ قرار دے رہے ہیں، یہ واقعہ بھی وفات النبی ﷺ کے بعد کا ہے۔ ابن ہمام اسے ایک خاص واقعہ کہہ کر سواری پر وتر کو ناجائز قرار دے رہے ہیں، ائمہ محدثین کا فہم اسے سنت رسول بتاتا ہے، یہ تاویل کس طرح درست ہو سکتی ہے، جسے صحابہ و تابعین نے بیان نہ کیا ہو۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت رسول پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

